تکبر کا علم سیکھنا فرض ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ٦٢٤ ملخصًا)

(دعوتِ اسلامی)

SC 1286

(دعوتِ اسلامی)

تکبر کی تباہ کاریوں، علامات اور علاج کا بیان

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّ حِیۡم ط

نام کتاب: تکبر
پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)
سِنِ طَباعت: ٦ذوالقعدۃ الحرام ١٤٣٠ھ بمطابق 26اکتوبر 2009ء
ناشِر: مَکۡتَبَۃُ الۡمَدِیۡنَہ باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

تاریخ:.................. حوالہ:.........

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی اٰلہ واصحا بہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"تکبر"

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

26 - 11 - 2009

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

’’عاجزی کی برکتیں‘‘ کے 13 حُروف کی نسبت سے اس

کتاب کو پڑھنے کی ’’13 نیّتیں‘‘

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ** o مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: {۱} بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
{۲} جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ ﴿5﴾ حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿6﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿7﴾ قرآنی آیات اور ﴿8﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿9﴾ جہاں جہاں ’’اللہ‘‘ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿10﴾ جہاں جہاں ’’سرکار‘‘ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿11﴾ شرعی مسائل سیکھوں گا۔ ﴿12﴾ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علماء سے پوچھ لوں گا ﴿13﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

المدینة العلمیة

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرتِ علاّمہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادِری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰه علٰی اِحۡسَانِہٖ وَ بِفَضۡلِ رَسُوۡلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینة العلمیة''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (٤) شعبۂ تراجمِ کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (٦) شعبۂ تخریج

''المدینة العلمیة'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسعَ سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بشُمُول ''**المدينة العلمية** '' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تَکَبُّر

شیطان آپ کو بہُت روکے گا مگر آپ یہ رسالہ پڑھ لیجئے ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ
آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ شیطان آپ کو کیوں نہیں پڑھنے دے رہا تھا

نِفاق و نار سے نَجات

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علاّمہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضیائی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے بیان کے تحریری گلدستے **''میں سُدھرنا چاہتا ہوں''** [1] میں منقول ہے کہ **حضرتِ** سَیِّدُنا امام سخاوِی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نَقل فرماتے ہیں: **سرکارِ دو عالَم** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک بھیجا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر دس رَحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس بار دُرُودِ پاک بھیجے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سو رَحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار دُرُودِ پاک بھیجے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نِفاق اور دوزخ کی آگ سے بَری ہے اور قِیامَت کے دن اُس کو شہیدوں کیساتھ رکھے گا۔'' (اَلْقَوْلُ الْبَدِیع ص ۲۳۳ مؤسسة الريان بيروت)

ہے سب دعاؤں سے بڑھ کر دعا دُرُود و سلام
کہ دَفع کرتا ہے ہر اِک بلا دُرُود و سلام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

[1]: یہ رسالہ (41 صفحات) مکتبۃ المدینہ سے حاصل کرکے ضرور پڑھئے۔

میں اِس سے بہتر ہوں

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تخلیق (یعنی پیدائش) کے بعد تمام فرشتوں اور اِبلیس (شیطان) کو حکم دیا کہ اِن کو سجدہ کریں تو تمام فرشتوں نے حکمِ خداوندی کی تعمیل میں سجدہ کیا۔[1] فرشتوں میں سے سب سے پہلے سجدہ کرنے والے حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل پھر حضرتِ سیِّدُنا میکائیل، حضرتِ سیِّدُنا اِسرافیل پھر حضرتِ سیِّدُنا عزرائیل پھر دیگر مقرَّب فرشتے (علیہم السلام) تھے۔[2] یہ سجدہ جمعہ کے روز وقتِ زوال سے عَصر تک کیا گیا۔[3] مگر اِبلیس نے انکار کردیا اور تَکَبُّر کرکے کافروں میں سے ہوگیا۔[4] جب ربِّ اعلیٰ عَزَّوَجَلَّ نے اِبلیس سے اُس کے اِنکار کا سبب دریافت فرمایا تو اَکڑ کر کہنے لگا:

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۷۶﴾ (پ ۲۳، سورۂ صٓ: ۷۶)

ترجمۂ کنز الایمان: میں اِس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اِس سے اِبلیس کی فاسِد مُراد یہ تھی کہ اگر حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چہ جائیکہ ان سے بہتر ہوکر اِن کو سجدہ کروں (معاذ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔ اِبلیس کی اِس سرکشی، نافرمانی اور تَکَبُّر پر اُس کی حسین صورت ختم ہوگئی اور وہ بدشکل رُوسیاہ ہوگیا، اُس کی نُورانیت سَلب کرلی گئی۔[5] اَللّٰہ ربُّ العزت جل جلالہ نے

---

[1] : پ ۱، البقرۃ: ۳۴ [2] : روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ ۳٤، ج ۱، ص ۱۰٤

[3] : تفسیر خزائن العرفان، البقرۃ، تحت الآیۃ ۳۴، ص ۱۰۹۴ [4] : پ ۱، البقرۃ: ۳۴

[5] : تفسیر خزائن العرفان، ص ۸۲۴ ملخصاً

اِبلیس کو اپنی بارگاہ سے دُھتکارتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۷۸﴾ ترجمۂ کنزالایمان :تُو جنّت سے نکل جا کہ تُو راندھا (لعنت کیا) گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔ (پ ۲۳ ، سورۂ صٓ: ۷۷، ۷۸)

تَکَبُّر نے کہیں کا نہ چھوڑا!

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح **تَکَبُّر** کے باعث اِبلیس (یعنی شیطان) کو اپنے اِیمان سے ہاتھ دھونے پڑے! شیطان جس کا نام پہلے عِزازِیل تھا[1] اِبتدا ہی سے سرکش و نافرمان نہ تھا بلکہ اُس نے **ہزاروں سال عبادت** کی، جنت کا **خزانچی** رہا[2] یہ **جِن** تھا[3] مگر اپنی عبادت و رِیاضت اور عِلمیّت کے سبب **مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت** یعنی فرشتوں کا **اُستاذ** بن گیا اور اس قدر مقرّب تھا کہ بارگاہِ خداوندی میں ملائکہ کے پہلو بہ پہلو حاضر ہوتا تھا۔ مگر چند گھڑیوں کے **تَکَبُّر** نے اُسے کہیں کا نہ چھوڑا! حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی وجہ سے اُس کی برسوں کی عبادتیں اَکارت (یعنی بے کار) اور ہزاروں سال کی رِیاضتیں پامال ہوگئیں، **ذلّت** و رُسوائی اُس کا مقدّر بنی، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے **لعنت** کا طوق اُس کے گلے پڑ گیا اور وہ جہنَّم کے دائمی (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے) **عذاب** کا مستحق ٹھہرا۔ (اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ)

[1]: الجامع لاحکام القرآن، البقرۃ، تحت الآیۃ ۳۴ ، ج ۱ ، ص ۲۴۶
[2]: الجامع لاحکام القرآن، البقرۃ، تحت الآیۃ ۳۴ ، ج ۱ ، ص ۲۴۷
[3]: پارہ ۱۵، الکھف، ۵۰

تم اِسی حالت پر رہنا

منقول ہے کہ جب اِبلیس کے مَردُود ہونے کا واقعہ ہوا تو حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل اور حضرتِ سیِّدُنا میکائیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام **رونے** لگے تو رب تعالٰی نے دریافت کیا (حالانکہ سب کچھ جانتا ہے) کہ ''تم کیوں روتے ہو؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم تیری **خُفیہ تدبیر** سے بے خوف نہیں ہیں۔'' ربُّ العباد عَزَّوَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: ''تم اِسی حالت پر رہنا۔'' (الرسالة القشيرية، باب الخوف، ص١٦٦)

سَیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام کی گِریہ وزاری

نبی اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اِبلیسِ خَسِیس کے **اَنجامِ بد** سے عِبرت گِیر ہوکر کعبۂ مُشرَّفہ کے پردے سے لپٹ کر نہایت گِریہ وزاری کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہ **دُعا** کررہے ہیں: ''**اِلٰھِی وَسَیِّدِیْ لَا تُغَیِّرْ اِسْمِیْ وَلَا تُبَدِّلْ جِسْمِیْ** یعنی اے میرے اللہ! اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! کہیں میرا نام نیکوں کی فہرست سے نہ نکال دینا اور کہیں میرا جسم اہلِ عطا کے زُمرے سے نکال کر اہلِ غضب کے گروہ میں شامل نہ فرمادینا۔'' (منهاج العابدين، ص١٥٨)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

یہ عِبرت کی جا ہے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ذرا سوچئے کہ **تکبُّر** کس قدر خطرناک باطِنی **مرض** ہے جس کی وجہ سے ''مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت یعنی فِرِشتوں کے اُستاذ'' کا رُتبہ پانے والے اِبلیس (شیطان) نے **خدائے رحمٰن** عَزَّوَجَلَّ کی **نافرمانی** کی اور اپنے مقام ومَنصب

سے محروم ہوکر **جَھَنَّمی** قرار پایا۔ اِبلیس کا یہ اَنجام دیکھ کر جب حضرتِ سیِّدُنا جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام جیسے مقرّب ومعصوم فرشتے **خوفِ خدا** عَزَّوَجَلَّ سے اَشک بار ہو جائیں اور بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عافیت وسلامتی کی مُناجات (یعنی دُعائیں) کرنا شروع کردیں تو ہم جیسے عِصیاں شِعاروں (یعنی گنہگاروں) کوتو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **خفیہ تدبیر** سے بدرَجۂ اَولیٰ ڈرنا چاہئے!

ترے خوف سے ترے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تَکَبُّر کا عِلم سیکھنا فَرض ہے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اِس جدید سائنسی دور میں میڈیا (ذرائعِ اِبلاغ) کی وُسعتوں نے ہر دوسرے شخص کو معلومات کا حریص بنا دیا ہے، آج ہم اپنے اِردگرد، اَڑوس پڑوس، مَحَلّے اور گاؤں، شہر اور ملک، خِطّے بلکہ ساری دنیا کی **معلومات** حاصل کرنے کا شوق تو رکھتے ہیں کہ فُلاں ملک میں الیکشن ہوئے تو کس سیاسی پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی! فُلاں میچ کونسی ٹیم جیتی! فُلاں جگہ زلزلہ یا طوفان آیا تو کتنے لوگ ہلاک ہوئے! فُلاں ملک کا صدر، یا فُلاں صُوبے کا گورنر کون ہے! وغیرہ وغیرہ مگر افسوس اِس کے مقابلے میں ہماری دینی معلومات عُمُوماً سطحی نوعیّت کی ہوتی ہیں پھر اُن میں سے دُرُست کتنی ہوتی ہیں؟ کوئی صاحبِ عِلم ہمارا امتحان لے تو پتا چلے۔ یاد رکھئے! دُنیوی معلومات کی کثرت پر ہمیں آخرت میں کوئی جزا ملے گی نہ کم ہونے پر کوئی سزا! البتہ بقدرِ ضرورت دینی معلومات نہ ہونا نقصانِ آخرت کا باعث ہے کیونکہ

اِس جہانِ فانی (یعنی دُنیا) میں کی گئی نیکیاں جہانِ آخرت کی آبادکاری جبکہ گناہ بربادی کا سبب ہیں اورنیکیوں اور گناہوں کی پہچان کے لئے عِلمِ دین کا ہونا بہت ضَروری ہے۔ جہنم میں لے جانے والے گناہوں میں سے ایک **تَکَبُّر** بھی ہے جس کا عِلم سیکھنا **فرض** ہے چنانچہ **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاویٰ رضویہ** جلد23 صفحہ 624 پر لکھتے ہیں: "**مُحَرَّماتِ باطِنِیَّہ** (یعنی باطنی ممنوعات مَثَلاً) **تکبُّر** و**رِیا** و**عُجب** وحَسَد وغیرہا اور اُن کے **مُعَالَجَات** (یعنی عِلاج) کہ ان کا عِلم (یعنی جاننا) بھی ہر مسلمان پر اہم **فرائض** سے ہے۔" (فتاوٰی رضویہ مخرجہ، ج ۲۳،ص ٦٢٤)

اس لئے ہر اِسلامی بھائی اور اِسلامی بہن کو چاہیئے کہ پہلے **تَکَبُّر** کی تعریف، تباہ کاریاں، اَقسام، اَسباب، علامات اور عِلاج وغیرہ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے دیانتداری کے ساتھ اپنا **مُحاسَبہ** کرے پھر اگر اِس **باطِنی گناہ** میں گرفتار ہونے کا اِحساس ہو تو ہاتھوں ہاتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں **توبہ** کرے اور **عِلاج** کے لئے بھرپور کوششیں شروع کردے۔

تکبُّر سے بچنے کی فضیلت

مَخزنِ جُود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو شخص **تکبر**، خِیانت اور دَین (یعنی قرض وغیرہ) سے بَری ہو کر مرے گا وہ **جنّت** میں داخل ہوگا۔"

(جامع الترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی الغلول، الحدیث ١٥٧٨، ج٣، ص ٢٠٨)

اِس رسالے میں کیا ہے؟

اِس رِسالے میں **تَکَبُّر** کی معلومات کو قدرے آسان انداز میں عنوانات کے تحت حوالہ جات کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم عِلم بھی اِس سے فائدہ حاصل کرسکیں، پھر بھی **عِلم** بہت مشکل چیز ہے یہ مُمکِن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں، جو بات سمجھ میں نہ آئے، سمجھنے کے لئے علماء کرام دامت فیوضھم سے رُجوع کیجئے۔ **تَکَبُّر** سے نجات کا جذبہ پانے کے لئے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ **مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری** دامت برکاتہم العالیہ کے کیسٹ بیانات ''مغرور بادشاہ''، ''تکبر کسے کہتے ہیں؟''، ''تکبر کی علامات''، ''تکبر کے اسباب'' اور مبلغِ دعوتِ اسلامی و رکن شوریٰ ونگران پاکستان انتظامی کابینہ حاجی محمد شاہد عطاری سَلَّمَہُ الْبَارِی کا بیان ''باطنی امراض کا عِلاج'' سننا بھی بے حد مفید ہے۔

اس اہم رسالے کو نہ صرف خود پڑھیے بلکہ دیگر اِسلامی بھائیوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دے کر نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا ثواب کمایئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں **''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش''** کرنے کے لئے **مَدَنی اِنعامات** پر عمل اور ''مَدَنی قافلوں'' کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

شعبہ اِصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

٦ ذو القعدۃ الحرام ١٤٣٠ھ بمطابق 26 اکتوبر 2009ء

تَکَبُّر کسے کہتے ہیں؟

خُود کو افضل، دوسروں کو حقیر جاننے کا نام **تَکَبُّر** ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم نُورِ مُجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''**اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ** یعنی تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، الحدیث: ۹۱، ص ۶۱)

اِمام راغب اِصفہانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: **ذٰلِكَ اَنْ يَّرَى الْاِنْسَانُ نَفْسَهٗ اَكْبَرَ مِنْ غَيْرِهٖ.** یعنی تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔

(اَلمُفرَدات للرّاغب ص۶۹۷)

مدینہ: جس کے دل میں **تَکَبُّر** پایا جائے اُسے ''**مُتَکَبِّر**'' کہتے ہیں۔

''مَکّہ'' کے تین حُرُوف کی نسبت سے تَکَبُّر کی 3 اقسام

(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقابلے میں تکبُّر

تکبر کی یہ قسم کُفر ہے۔[۱] جیسے فِرعون کا **تَکَبُّر** کہ اُس نے کہا تھا:

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان: میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں تو اللہ نے اُسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا۔ (پ ۳۰، النّٰزعٰت: ۲۴)

فرعون ڈوب مرا

فرعون کی ہدایت کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیم اللہ

[۱]: مرقاۃ المفاتیح، کتاب الاداب، باب الغضب و الکبر ج۸، ص۸۲۸

اور حضرتِ سیِّدُنا ہارون عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجا مگر اُس نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اُسے اور اُس کی قوم کو دریائے نیل میں غَرَق کردیا۔

(الحدیقة الندیة، ج۱، ص۵۴۹)

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 853 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال**'' صَفْحہ 132 پر ہے: مفسرین کرام علیہم رحمۃ اللہ السلام فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے **فرعون کو مرے ہوئے بیل کی طرح دریا کے کنارے پر پھینک دیا** تاکہ وہ باقی ماندہ بنی اسرائیل اور دیگر لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے اور ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ جو شخص ظالم ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں **تَکَبُّر** کرتا ہو اُس کی پکڑ اس طرح ہوتی ہے کہ اسے ذلت واہانت کی پستی میں پھینک دیا جاتا ہے۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر(عربی)، ج۱، ص۷۱)

نمرود کی مچھر کے ذریعے ہلاکت

نَمرُود بھی **تَکَبُّر** کی اِسی قسم کا شکار ہوا، اِس نے خدائی کا دعویٰ کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نمرود کی طرف بھیجا تو اُس نے آپ علیہ السلام کو جھٹلایا حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر **تَکَبُّر** کرتے ہوئے کہنے لگا: ''میں آسمان کے رب کو قتل کردوں گا (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ) اور اِس اِرادے سے آسمان کی طرف تیر برسائے، جب تیر خون آلودہ ہوکر واپس زمین پر آگرے تو اُس نے اپنی جہالت، بُغض وعداوت اور کُفر کی شامت کی وجہ سے گمان کیا کہ مَعَاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ ''اُس نے آسمان کے رب کو قتل کردیا۔'' حتّٰی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے نمرود کی طرف ایک **مچھر** کو بھیجا جو ناک کے ذریعے اُس کے دماغ میں گھس گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس

مغرور کو ایک معمولی **مچھر** کے ذریعے ہلاک فرما دیا۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۵۴۹)

(۲) اللہ ربُّ العزت کے رسولوں کے مقابلے میں

اِس کی صورت یہ ہے کہ **تَکَبُّر**، جہالت اور بغض وعداوت کی بنا پر **رسول** کی پیروی نہ کرنا یعنی خود کو عزت والا اور بلند سمجھ کر یوں تَصَوُّر کرنا کہ عام لوگوں جیسے ایک انسان کا حکم کیسے مانا جائے، جیسا کہ بعض کفّار نے حضور نبیِّ کریم رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں حقارت سے کہا تھا:

اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ (پ ۱۹، الفرقان: ۴۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیا یہ ہیں جن کو **اللہ** نے **رسول** بنا کر بھیجا؟

اور یہ بھی کہا تھا:

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ (پ ۲۵، الزخرف: ۳۱)

ترجمۂ کنز الایمان: کیوں نہ اُتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر؟

(الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۵۵۰)

نبی کے مقابلے میں بھی تکبر **کُفر** ہے۔" (مراٰۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۵۵)

(۳) بندوں کے مقابلے میں

یعنی **اللہ** و**رسول** عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی پر **تَکَبُّر** کرنا، وہ اِس طرح کہ اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو حقیر جان کر اُس پر بڑائی چاہنا اور مُساوات (یعنی باہم برابری) کو ناپسند کرنا، یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر اِس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے کیونکہ کبریائی اور عظمت بادشاہِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ

ہی کے لائق ہے نہ کہ عاجز اور کمزور بندے کے۔ (احیاء العلوم، ج۳،ص ٤٢٥ ملخصًا)

تَکَبُّر کرنے والے کی مثال

تَکَبُّر کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی غُلام بغیر اِجازت بادشاہ کا تاج پہن کراُس کے شاہی تخت پر بِراجمان ہو جائے ،تو جس طرح یہ غُلام بادشاہ کی طرف سے سخت سزا پائے گا بالکل اِسی طرح ''صفتِ کِبر'' میں شرکت کی مذموم کوشش کرنے والا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے سزا کا مستحق ہوگا۔ چنانچہ نبیِّ اکرم نُورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: **رب** عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: ''کبریائی میری چادر ہے، لٰہذا جو میری چادر کے مُعامَلے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اُسے پاش پاش کردوں گا۔''

(المستدرك للحاكم ، كتاب الايمان، باب اهل الجنة المغلوبون......الخ،الحديث: ٢١٠،ج١،ص٢٣٥)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رب تعالیٰ کا کبریائی کو اپنی چادر فرمانا ہمیں سمجھانے کے لئے ہے کہ جیسے ایک چادر کو دو نہیں اَوڑھ سکتے ، یونہی عظمت وکبریائی سوائے میرے دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتی۔ (ماخوذ از مراۃ المناجیح،ج٦،ص٦٥٩)

انسان کی حیثیت ہی کیا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کی پیدائش بدبودار نُطفے (یعنی گندے قطرے) سے ہوتی ہے انجامِ کار سڑا ہوا مُردہ ہے اوراس قدر بے بس ہے کہ اپنی بھوک ، پیاس، نیند، خوشی ،غم ، یادداشت ، بیماری یا موت پر اسے کچھ اختیار نہیں ،اِس لئے اسے چاہئے کہ اپنی اصلیّت ،حیثیت اوراوقات کو کبھی فراموش نہ کرے، وہ اس دنیا میں ترقّیوں کی منزلیں طے کرتا ہوا کتنے ہی بڑے مقام ومرتبے پر کیوں نہ پہنچ جائے ، خالقِ کون ومکاں عَزَّوَجَلَّ کے سامنے اس کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے، صاحبِ عقل انسان تواضع اور عاجزی

کا چلن اختیار کرتا ہے اور یہی چلن اس کو دنیا میں بڑائی عطا کرتا ہے ورنہ اس دنیا میں جب بھی کسی انسان نے فِرعونیت، قارونیت اور نَمرودیت والی راہ پکڑی ہے بسا اوقات اللہ تعالٰی نے اسے دنیا ہی میں ایسا ذلیل وخوار کیا ہے کہ اُس کا نام مقامِ تعریف میں نہیں بطورِ مذمت لیا جاتا ہے۔ لہٰذا عقل وفہم کا تقاضہ یہ ہے کہ اِس دنیا میں اونچی پرواز کے لئے انسان جیتے جی پیوندِ زمین ہو جائے اور عاجزی و اِنکساری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے پھر دیکھئے کہ اللہ ربُّ العزت اُس کو کس طرح عزت وعظمت سے نوازتا ہے اور اُسے دنیا میں محبوبیت اور مقبولیت کا وہ اعلٰی مقام عطا کرتا ہے جو اُس کے فضل وکرم کے بغیر مل جانا ممکن ہی نہیں ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

عاشقانِ رسول کے میٹھے بول کی بَرکات

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''فیضانِ سنت'' جلد2 کے 499 صَفحات پر مشتمل باب، ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' صَفحہ 223 پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: شہر قُصُور (پنجاب، پاکستان) کے ایک نوجوان اسلامی بھائی کی تحریر بالتَّصَرُّف پیش کرتا ہوں: ''میں اُن دنوں میٹرک کا طالبِ علم تھا، بُری صُحبت کے باعِث زندگی گناہوں میں بسر ہو رہی تھی، مزاج بے حد غُصیلا تھا اور بدتمیزی کی عادتِ بد اِس حد تک پہنچ چکی تھی کہ والِد صاحِب کُجا دادا جان اور دادی جان کے سامنے بھی قینچی کی طرح زَبان چلاتا۔ ایک روز تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کا ایک مَدَنی قافِلہ ہمارے مَحَلّے کی مسجِد میں آ پہنچا، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میں **عاشقانِ رسول** سے ملاقات کیلئے پہنچ گیا۔ ایک اسلامی

بھائی نے **اِنفرادی کوشش** کرتے ہوئے مجھے **درس** میں شرکت کی دعوت پیش کی، ان کے **میٹھے بول** نے مجھ پر ایسا اثر کیا کہ میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ انہوں نے **درس** کے بعد انتہائی میٹھے انداز میں مجھے بتایا کہ چند ہی روز بعد ''صحرائے مدینہ'' مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں **دعوتِ اسلامی کا تین روزہ بین الاقوامی سنّتوں بھرا اجتماع** ہو رہا ہے آپ بھی شرکت کر لیجئے۔ ان کے **درس** نے مجھ پر بہُت اچّھا اثر کیا تھا لہٰذا میں انکار نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ میں سنّتوں بھرے اجتماع (صحرائے مدینہ، ملتان) میں حاضر ہو گیا۔ وہاں کی رونقیں اور بَرَکتیں دیکھ کر میں حیران رَہ گیا، اجتماع میں ہونے والے آخری بیان ''**گانے باجے کی ہولناکیاں**'' سُن کر میں تھرّا اُٹھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اَلحمدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں گناہوں سے توبہ کر کے اُٹھا اور دعوتِ اسلامی کے **مَدَنی ماحول** سے وابَستہ ہو گیا۔ میری **مَدَنی ماحول** سے وابَستگی سے ہمارے گھر والوں نے اطمینان کا سانس لیا، دعوتِ اسلامی کے **مَدَنی ماحول** کی بَرَکت سے مجھ جیسے بگڑے ہوئے بد اخلاق اور خستہ خراب نوجوان میں مَدَنی انقِلاب سے مُتأَثِّر ہو کر میرے بڑے بھائی نے بھی داڑھی مبارک رکھنے کے ساتھ ساتھ عمامہ شریف کا تاج بھی سجا لیا۔ میری ایک ہی بہن ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میری اکلوتی بہن نے بھی **مَدَنی بُرقع** پہن لیا، **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ گھر کا ہر فرد سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخِل ہو کر سرکارِ **غوثِ اعظم** علیہ رحمۃُ اللہ الاکرم کا مُرید ہو گیا۔ اور اس انفرادی کوشش کرنے والے میرے محسن اسلامی بھائی کے میٹھے بول کی برکت سے مجھ پر **اللہ** اعظم عزوجل نے ایسا کرم فرمایا کہ میں نے **قرانِ پاک حِفظ** کرنے کی سعادت حاصِل کر لی اور **درسِ نظامی** (عالم کورس) میں داخِلہ لے لیا اور یہ

بیان دیتے وقت دَرَجۂ ثالِثہ یعنی تیسری کلاس میں پہنچ چکا ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کے تعلُّق سے علاقائی قافِلہ ذِمّہ دار ہوں۔ میری نیّت ہے کہ اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شَعبانُ المُعظّم ۱۴۲۷ھ سے یکمشت 12 ماہ کیلئے مَدَنی قافِلوں میں سفر کروں گا۔

دل پہ گر زنگ ہو، گھر کا گھر تنگ ہو، ہو گا سب کا بھلا، قافِلے میں چلو

ایسا فیضان ہو، حِفظ قران ہو، کر کے ہمّت ذرا، قافِلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

’’پناہِ خدا‘‘ کے چھ حروف کی نسبت سے تکبُّر کے 6 نقصانات

اِس باطِنی گناہ کے کثیر دنیوی واُخرَوی نقصانات ہیں، جن میں سے 6 یہ ہیں:

(۱) اللّٰہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ بندہ

ربِ کائنات عَزَّوَجَلَّ **تکبُّر** کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا جیسا کہ سورۂ نحل میں اِرشاد ہوتا ہے:

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (پ ۱۴، النحل: ۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

شَہَنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مُتکبرین (یعنی مغروروں) اور اِترا کر چلنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔‘‘ (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث: ۷۷۲۷، ج۳، ص ۲۱۰)

﴾۲﴿ مَدَنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مُتَکَبِّر کے لئے اِظہارِ نفرت

سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ''بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے نزدیک اور پسندیدہ شخص وہ ہوگا جو تم میں سے اَخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہوگا اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے قابلِ نفرت اور میری مجلس سے دُور وہ لوگ ہوں گے جو واہیات بکنے والے، لوگوں کا مذاق اُڑانے والے اور مُتَفَیْہِق ہیں۔'' صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یارسول اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم! بے ہودہ بکواس بکنے والوں اور لوگوں کا مذاق اُڑانے والوں کو تو ہم نے جان لیا مگر یہ مُتَفَیْہِق کون ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''اِس سے مراد ہر **تکبُّر** کرنے والا شخص ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، الحدیث:۲۰۲۵، ج۳،ص ۴۱۰)

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم
کہ جس کو تُو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

﴾۳﴿ بد ترین شخص

تکبُّر کرنے والے کو بدترین شخص قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا حُذَیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ ہم دافِعِ رنج ومَلال، صاحِبِ جُود ونَوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بدترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ بداَخلاق اور متکبر ہے، کیا میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سب سے بہترین بندے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کمزور اور ضَعیف سمجھا جانے والا بوسیدہ لباس پہننے والا شخص ہے

لیکن اگر وہ کسی بات پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اٹھالے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی قسم ضرور پوری فرمائے۔'' (المسندللامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۳۵۱۷،ج۹،ص۱۲۰)

﴿۴﴾ قیامت میں رُسوائی

تَکَبُّر کرنے والوں کو قیامت کے دن ذلت ورُسوائی کا سامنا ہوگا، چنانچہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن **متکبرین** کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلّت طاری ہوگی، انہیں جہنم کے '' بُولَس '' نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیکر ان پر غالب آجائے گی، انہیں ''طِیْنَۃُ الْخَبَال یعنی جہنمیوں کی پیپ'' پلائی جائے گی۔''

(جامع الترمذی، کتاب صفة القیامة، باب ماجاء فی شدة ......الخ،الحدیث: ۲۵۰۰،ج۴،ص۲۲۱)

﴿۵﴾ ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانا

رحمتِ الٰہی سے محروم ہونے والوں میں متکبر بھی شامل ہوگا، جیسا کہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''جو **تَکَبُّر** کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ قِیامت کے دن اُس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب اللباس،باب من جرثوبہٗ من الخیلاء، الحدیث: ۵۷۸۸،ج۴،ص۴۶)

مَدَنی پھول: اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں'' : پائچوں کا کَعْبَیْن (یعنی دونوں ٹخنوں) سے نیچا ہونا جسے عربی میں 'اِسْبَال'' کہتے ہیں اگر براہِ عُجب وتکبر (یعنی خود پسندی اور تکبر کی وجہ سے) ہے تو قطعاً **ممنوع وحرام** ہے اور اُس پر وعیدِ شدید

وارِد، اوراگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکمِ ظاہر احادیث مَردوں کو بھی جائز ہے۔ مگر عُلَماء دَرصورتِ عدمِ تکبُّر (یعنی تکبر کے طور پر نہ ہونے کی صورت میں) حکمِ کراہت تنزیہی دیتے ہیں۔ بِالجُملہ (یعنی خلاصہ یہ کہ) اِسبالُ اگر براہِ عُجب وتکبر ہے، حرام ورنہ مکروہ اور خلافِ اَولیٰ۔

(ملخصًا از فتاوی رضویہ، ج ۲۲، ص ۱۶۴، ۱۶۷)

﴿۶﴾ جنّت میں داخِل نہ ہوسکے گا

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شَہَنشاہِ نُبُوَّت، مصطَفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ ہدایت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے جتنا (یعنی تھوڑا سا) بھی تَکَبُّر ہوگا وہ جنّت میں داخل نہ ہوگا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر و بیانه، الحدیث: ۱۴۷، ص ۶۰)

حضرتِ علاّمہ مُلاّ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری لکھتے ہیں: جنت میں داخل نہ ہونے سے مُراد یہ ہے کہ تَکَبُّر کے ساتھ کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا بلکہ تکبُّر اور ہر بُری خصلت سے عذاب بھگتنے کے ذریعے یا اللہ تعالیٰ کے عَفو و کرم سے پاک وصاف ہوکر جنّت میں داخِل ہوگا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر، ج ۸، ص ۸۲۸، ۸۲۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

اِس تَکَبُّر کا کیا حاصل !

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ذرا سوچئے کہ اِس تَکَبُّر کا کیا حاصل! محض لذّتِ نفس، وہ بھی چند لمحوں کے لئے! جبکہ اِس کے نتیجے میں **اللہ و رسول** عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ناراضی، مخلوق کی بیزاری، میدانِ محشر میں ذلّت ورُسوائی، رب عَزَّوَجَلَّ

کی رحمت اور اِنعاماتِ جنّت سے محرومی اور جہنّم کا رہائشی بننے جیسے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا ہے! اب فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ چند لمحوں کی لذّت چاہئے یا ہمیشہ کے لئے جنت! میدانِ محشر میں عزّت چاہئے یا ذلّت! یقیناً ہم خسارے (یعنی نقصان) میں نہیں رہنا چاہیں گے تو ہمیں چاہئے کہ اپنے اندر اِس مرضِ **تَکَبُّر** کی موجودگی کا پتا چلائیں اور اِس کے **عِلاج** کے لئے کوشاں ہوجائیں۔ ہر باطنی مرض کی کچھ نہ کچھ علامات ہوتی ہیں، آیئے! سب سے پہلے ہم **تَکَبُّر** کی علامات کے بارے میں جانتے ہیں پھر سنجیدگی سے اپنا مُحاسَبہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رہے! **تکبُّر** کی معلومات حاصل کرنے کا مقصد اپنی **اِصلاح** ہو نہ کہ دیگر مسلمانوں کے عُیُوب جاننے کی جستجو، **خبردار!** اپنی ناقِص معلومات کی بنا پر کسی بھی **مسلمان** پر خواہ مخواہ **مُتَکَبِّر** ہونے کا حکم نہ لگایئے، **اعلیٰ حضرت** امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن فرماتے ہیں: لاکھوں مسائل واحکام، نیّت کے فرق سے **تبدیل** ہوجاتے ہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۸، ص۹۸)

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اِن علامات کو **محض ایک مرتبہ** پڑھنا اور سرسری طور پر اپنا جائزہ لے لینا ہی کافی نہیں کیونکہ نفس وشیطان کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہم ان علامات کو اپنے اندر تلاش کرکے **تَکَبُّر** کا عِلاج کرنے میں کامیاب ہوجائیں، لہٰذا! **علاماتِ تکبر** کو بار بار پڑھ کر خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلیجئے پھر اپنا مسلسل مُحاسَبہ جاری رکھئے تو کامیابی کی راہ ہموار ہوجائے گی، اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

’’تکبر جہنم میں لے جائے گا‘‘ کے 19 حُروف کی نسبت سے تَکَبُّر کی 19 علامات

پہلی علامت: اِس بات کو پسند کرنا کہ لوگ مجھے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہوجائیں تاکہ دوسروں پر میری شان وشوکت کا اِظہار ہو۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۵۸۳)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

مَدَنی پھول: اگر کوئی لوگوں کے کھڑے ہونے کو اِس لئے پسند کرتا ہے کہ کم عِلم (جاہل) لوگوں کو اُس کی حیثیت کا عِلم ہوجائے اور وہ دین کے معاملے میں اُس کی نصیحت کو قبول کریں، **تکبر** کا نام ونشان بھی دل میں نہ ہو تو ایسا شخص متکبر نہیں ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر آدمی کے لئے وہی ہے جس کی اُس نے نیّت کی اور نیتوں کا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے۔ مگر یہ بہت مشکل کام ہے لہٰذا! ایسے شخص کو اپنے دل پر ایک سو بارہ بار غور کرلینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ نفس وشیطان اُسے دھوکے میں مبتلا کرکے ہلاکت کے جنگل میں پہنچا دیں۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۵۸۳)

دوسری علامت: یہ چاہنا کہ اسلامی بھائی میری تعظیم کی خاطر میرے سامنے باادب کھڑے رہیں تاکہ لوگوں میں میرا مقام ومرتبہ ظاہر ہو۔(ایضاً)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بنالے

سیِّدُ الْمُرسَلین، خاتم النبین، جنابِ رحمۃٌ لِّلعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ’’جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔‘‘

(جامع الترمذي، کتاب الادب، الحدیث: ۲۷٦٤، ج ٤، ص ۳٤۷)

عجمیوں کی طرح کھڑے نہ رہا کرو

حضرتِ سیِّدُنا ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صاحبِ قراٰنِ مُبین، محبوبِ ربُّ الْعٰلَمِین، جنابِ صادِق واَمین عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عصا پر ٹیک لگا کر باہَر تشریف لائے۔ ہم آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ ارشاد فرمایا: ''اِس طرح نہ کھڑے ہوا کرو جیسے عَجَمی کھڑے ہوا کرتے ہیں کہ ان کے بعض، بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔''

(سنن أبي داود، كتاب الادب، الحديث ٥٢٣٠، ج٤، ص٤٥٨)

بیان کردہ حدیث کی تشریح

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' حصّہ 16 صَفْحَہ 113 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی پر اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی عجمیوں کا کھڑے ہونے میں جو طریقہ ہے وہ قَبیح و مذموم (یعنی بُرا) ہے، اس طرح کھڑے ہونے کی مُمانَعت ہے، وہ یہ ہے کہ اُمَرا بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بروجہ تعظیم ان کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ دوسری صورت عَدَمِ جواز کی وہ ہے کہ وہ خود پسند کرتا ہو کہ میرے لیے لوگ کھڑے ہوا کریں اور کوئی کھڑا نہ ہو تو بُرا مانے جیسا کہ ہندوستان میں اب بھی بَہُت جگہ رَواج ہے کہ امیروں، رئیسوں، زمینداروں کے لئے اُن کی رعایا کھڑی ہوتی ہے، نہ کھڑی ہو تو زَدوکوب تک نوبت آتی ہے۔ ایسے ہی مُتَکَبِّرِین و مُتَجَبِّرِین (یعنی تکبر اور ظلم کرنے والوں) کے متعلِّق حدیث میں وعید آئی ہے اور اگر اُن کی طرف سے یہ نہ ہو بلکہ یہ کھڑا ہونے والا اس کو مستحقِ تعظیم سمجھ کر ثواب کے لیے کھڑا ہوتا ہے یا تواضُع کے طور پر کسی کے لئے کھڑا ہوتا

ہے تو یہ ناجائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔(بہارِ شریعت، حصہ ۱۶،ص ۱۱۳)

اپنے سردار کے پاس اٹھ کر جاؤ

حضرتِ سیِّدُنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب بنی قُرَیظہ اپنے قلعے سے حضرت سیِّدُنا سعد بن مُعاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر اترے، حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت سیِّدُنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور وہ وہاں سے قریب میں تھے۔ جب مسجد کے قریب آ گئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انصار سے فرمایا: ''اپنے سردار کے پاس اُٹھ کر جاؤ۔''

(صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب اذا نزل العدو ......الخ،الحديث ٣٠٤٣،ج٢،ص٣٢٢)

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کھڑے ہو کر تعظیم کیا کرتے

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا مکّی مَدَنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجِد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اُتنی دیر کھڑے رہتے کہ حُضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مکان میں تشریف لے گئے۔ (شعب الإيمان، باب في مقاربة......الخ، الحديث ٨٩٣٠، ج٦، ص٤٦٧)

تیسری علامت: کہیں آتے جاتے وقت یہ خواہش رکھنا کہ میرا کوئی شاگِرد یا مُرید یا عقیدت مند یا کوئی رفیق برابر یا پیچھے پیچھے چلے تا کہ لوگ مجھے مُعزّز سمجھیں۔

(الحديقة الندية، ج١،ص٥٨٤)

مُحاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

دُوری میں اِضافہ ہوتا رہتا ہے

حضرتِ سیِّدُ نا ابو دَرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''جب تک کسی آدمی کے **پیچھے** چلنے والے ہوں اللہ تعالٰی سے اس کی **دُوری** میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر و العجب، ج۳، ص ٤٣٤)

مَدَنی پھول: کبھی انسان کی عادت میں یہ شامل ہوتا ہے کہ چلنے میں اُس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہو اِس لئے کہ تنہا جانے میں اُسے وحشت ہوتی ہے یا اکیلے جانے میں دشمن کا خوف ہے کہ وہ اَذِیَّت ونقصان پہنچائے گا تو ایسی صورت میں کسی کو ساتھ لے لینا **تکبر** میں داخِل نہیں۔(الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ٥٨٤)

چوتھی علامت: کسی سے ملاقات کے لئے خود چل کر جانے میں ذِلّت سمجھنا، اِس بات کو پسند کرنا کہ دوسرا مجھ سے ملنے آئے۔ (ایضاً)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

مَدَنی پھول: اگر کوئی اپنی دینی یا دنیاوی مصروفیات کے سبب لوگوں سے ملاقات کرنے نہیں جاتا یا اِس لئے نہیں ملتا کہ **غیبت** وغیرہ گناہوں میں مبتَلا ہونے کا اندیشہ ہے یا سامنے والے پر اُس کی ملاقات گراں گزرے گی تو ایسا کرنا **تکبر** نہیں اور ان وجوہات کی بِناء پر ملاقات نہ کرنا مذموم (یعنی قابلِ مذمّت) بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

پانچویں علامت: بظاہر کسی کم تر اِسلامی بھائی کا برابر آکر بیٹھ جانا اِس لئے ناگوار گزرنا کہ میں اِس سے **افضل** ہوں، یہ بھی **تکبُّر** میں داخِل ہے۔

(الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ٥٨٥)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

جب حجام برابر آکر بیٹھا......

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سیِّد **ایُّوب علی** علیہ رحمۃ اللہ القوی کا بیان ہے کہ ایک صاحِب جن کا نام مجھے یاد نہیں اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا شاہ امام **احمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضور (اعلیٰ حضرت) ان کے یہاں تشریف فرما تھے کہ ان کے مَحَلّے کا ایک بیچارہ غریب مسلمان ٹوٹی ہوئی پُرانی چارپائی پر جو صحن کے کَنارے پڑی تھی جھجکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحِبِ خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اُس کی طرف دیکھنا شُروع کیا یہاں تک کہ وہ نَدامت سے سر جُھکائے اُٹھ کر چلا گیا۔**اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کو صاحِبِ خانہ کی اِس مغرورانہ روِش پر سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں۔کچھ دنوں بعد وہ آپ کے یہاں آئے۔**اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے اپنی چارپائی پر جگہ دی، وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حُضور (اعلیٰ حضرت) کا خط بنانے کے لئے آئے، وہ اِس فکر میں تھے کہ کہاں بیٹھوں؟ **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے فرمایا: ''بھائی کریم بخش! کیوں کھڑے ہو؟ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' اور ان صاحب کے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا، وہ بیٹھ گئے، پھر ان صاحِب کے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پُھنکاریں مارتا ہے، وہ فوراً اٹھ کر چلے گئے، پھر کبھی نہ آئے۔خلافِ معمول جب عرصہ گزر گیا تو **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے فرمایا: اب فُلاں صاحِب تشریف نہیں لاتے ہیں! پھر خود ہی فرمایا: میں بھی ایسے شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔(حیات اعلیٰ حضرت، حصہ ا، ص ۱۰۸)

دیہاتیوں کو نیچے نہ بیٹھنے دیا

محدِّث اعظم پاکستان حضرت علاّمہ مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں دو دیہاتی ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت چار پائی پر جلوہ گر تھے، دیہاتیوں نے آپ کے علمی مقام کا پاس کرتے ہوئے زمین پر بیٹھنا چاہا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی کرتے ہوئے اُن دیہاتیوں کو اِصرار کر کے نہ صرف چار پائی پر بیٹھایا بلکہ اپنی چار پائی کے سرہانے کی طرف بٹھایا۔حکم کی تعمیل کے لئے انہیں آپ کے برابر بیٹھنا پڑا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے مسئلہ کا جواب مرحمت فرمایا۔(حیات محدّث اعظم،ص۱۹۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفرت ہو

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

چھٹی علامت: مریضوں،معذوروں اور غریبوں کو حقیر جانتے ہوئے ان کے پاس بیٹھنے سے اجتناب کرنا۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱،ص ۵۸۵)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

ساتویں علامت: کسی کو حقیر جانتے ہوئے سلام میں پہل نہ کرنا بلکہ دوسرے اِسلامی بھائی سے توقُّع رکھنا کہ یہ مجھے سلام کرے۔(احیاء علوم الدین، ج۳،ص ۴۲۷ ملخصًا)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

آٹھویں علامت: اپنے ماتحت یا کسی اور اِسلامی بھائی کو حقیر جان کر اُس سے مُصافحہ کرنے کو ناپسند کرنا، اگر ہاتھ مِلانا ہی پڑ جائے تو طبیعت پر گِراں (یعنی ناگوار) گزرنا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

نویں علامت: کسی معظّمِ دینی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونے کو گوارا نہ کرنا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

دسویں علامت: اپنے لباس، اُٹھنے بیٹھنے اور گفتگو میں امتیاز چاہنا تاکہ دوسروں کو نیچا دکھا سکے۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

گیارھویں علامت: اپنا قُصُور ہوتے ہوئے بھی غَلَطی تسلیم نہ کرنا اور مُعافی مانگنے کے لئے تیّار نہ ہونا۔ (الحديقة الندية، ج ۱، ص ۵۸۸ ملخصًا)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

بارھویں علامت: کسی کی نصیحت یا مشورہ قَبول کرنے میں ذِلّت محسوس کرنا۔

(احیاء علوم الدین، ج ۳، ص ۴۲۲)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

تیرھویں علامت: اگر کسی کو نصیحت کی یا کوئی مشورہ دیا اور اُس نے کسی معقول وجہ سے قَبول نہ کیا تو آپے سے باہَر ہوجانا۔ (احیاء علوم الدین، ج ۳، ص ۴۲۲)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

چودھویں علامت: ہر ایک سے بحث کرکے غالِب آنے کی کوشش کرنا، دوسرے کی دُرُست بات کو غَلَط اور اپنی غَلَط بات کو بھی سب سے بہتر تصوُّر کرنا۔

(الحديقة الندية، ج ۱، ص ۵۸۸)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

پندرھویں علامت: کسی کو حقیر جان کر اُس کے حقوق ادا نہ کرنا اور اگر اُس سے حق کی ادائی کا مطالبہ کیا جائے تو اسے تسلیم نہ کرنا۔(جامع العلوم والحکم، ص۴۱۷ ملخصاً)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

سولھویں علامت: ہر وقت دوسروں کے مقابلے میں اپنی برتری کے پہلو تلاش کرتے رہنا۔(احیاء علوم الدین، ج۳، ص۴۳۰ ملخصًا)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

سترھویں علامت: اپنے گھر کے کام کاج کرنے، بازار سے سودا سلف اُٹھا کر لانے کو کسرِ شان سمجھنا۔(الحدیقة الندیة، ج۱، ص۵۸۶)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

مَدَنی پھول: اگر مرض، تکلیف، سستی یا بڑھاپے کی وجہ سے گھر کے کام کاج میں ہاتھ نہیں بٹاتا تو ایسے شخص پر کوئی الزام نہیں۔ (الحدیقة الندیة، ج۱، ص۵۸۶)

اٹھارویں علامت: کم قیمت لباس پہننے میں شرم محسوس کرنا کہ لوگ کیا کہیں گے! (ایضاً)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

اُنیسویں علامت: امیروں کی دعوت میں پورے اہتمام سے شریک ہونا اور غریبوں کی دعوت کو سرے سے قَبول ہی نہ کرنا۔(ایضاً)

مُحَاسَبہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

انوکھی چھینک

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''فیضانِ سنت'' جلد 2 کے 499 صفحات پر مشتمل باب، ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' صفحہ 325 پر ہے: نمازوں اور سنّتوں پر عمل کی عادت ڈالنے کیلئے **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، سنّتوں کی تربیت کیلئے **مَدَنی قافلوں** میں **عاشقانِ رسول** کے ساتھ سنّتوں بھرا سفر کیجئے، آپ کی ترغیب وتحریص کیلئے ایک **مَدَنی بہار** پیشِ خدمت ہے چنانچہ ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح کا بیان ہے کہ **میری ریڑھ کی ہڈی** کا مُہرہ اپنی جگہ سے ہل گیا تھا۔ بَہُت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک اسلامی بھائی کے ترغیب دلانے پر عاشقانِ رسول کے ساتھ دعوتِ اسلامی کی سنّتوں کی تربیت کے **مَدَنی قافِلے** میں سفر کیا۔ رات کے کھانے کے وَقت اچانک مجھے زوردار چھینک آئی جس سے میرا سارا جسم لرز اٹھا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اس انوکھی چھینک کی بَرَکت سے میری ریڑھ کی ہڈی کا مُہرہ اپنی جگہ پر دُرُست ہوگیا۔**

ریڑھ کی ہڈّیوں، کی بھی بیماریوں، ☆ سے ملیگی شِفا، قافِلے میں چلو

تاجدارِ حرم کا، جو ہو گا کرم، ☆ پائیگا دل جِلا، قافِلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! ☆ صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

چھینک کی بَرَکتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مَدَنی قافلے کی بھی کیا خوب بہاریں ہیں! کہ اِس کی برکت سے زوردار چھینک آئی اور پیٹھ کا مُہرہ درست ہوگیا! چھینک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پسند ہے اور اس کی بھی کیا خوب برکتیں ہیں! **دعوتِ اسلامی**

کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 32 صفحات پر مشتمل رسالہ ''101 مدنی پھول''، صفحہ 13 تا 14 پر ہے: (1) جوکوئی چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال کہے اور اپنی زبان سارے دانتوں پر پھیر لیا کرے تو اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ (مراۃ المناجیح ج٦ ص ٣٩٦) (2) حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: جوکوئی چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال کہے تو وہ داڑھ اور کان کے درد میں کبھی مبتلا نہیں ہوگا۔ (مِرْقَاۃُ الْمَفَاتِیْح ج٨ ص٤٩٩ تحت الحدیث ٤٧٣٩) (3) چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا چاہیے بہتر یہ ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال کہے۔ (4) سننے والے پر واجب ہے کہ فوراً یَرْحَمُکَ اللّٰہ'' (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے) کہے۔ اور اتنی آواز سے کہے کہ چھینکنے والا خود سن لے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ١٦ ص١١٩) (5) جواب سن کر چھینکنے والا کہے: '' یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ '' (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے) یا یہ کہے: '' یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ '' (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے)۔ (عالمگیری ج ٥ ص ٣٢٦) (غیبت کی تباہ کاریاں، ص٣٢٥)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تکبُّر کے مختَلف انداز

تکبُّر کا اظہار کبھی تو انسان کی حَرَکات وسَکَنات سے ہوتا ہے جیسے منہ پُھلانا، ناک چڑھانا، ماتھے پر بَل ڈالنا، گُھورنا، سر کو ایک طرف جھکانا، ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا، ٹیک لگا کر کھانا، اکڑ کر چلنا وغیرہ اور کبھی گفتگو سے مثلاً یہ کہنا: ''کیچوے کی اولاد! تم

میرے سامنے زبان چلاتے ہو، تمہاری یہ ہمت کہ مجھے جواب دیتے ہو" وغیرہ وغیرہ۔
الغرض مختلف اَحوال، اَقوال اور اَفعال کے ذریعے **تَکَبُّر** کا اظہار ہو سکتا ہے، پھر بعض
متکبرین میں اِظہار کے تمام انداز پائے جاتے ہیں اور کچھ متکبرین (مُ۔تَ۔کَبْ۔بِ۔رِین)
میں بعض۔ لیکن **یاد رہے** کہ یہ تمام باتیں اُسی وقت **تَکَبُّر** کے زُمرے میں آئیں
گی جبکہ دل میں **تَکَبُّر** موجود ہو محض ان چیزوں کو **تَکَبُّر** نہیں کہا جا سکتا۔

(ماخوذ از احیاء العلوم، ج۳، ص ٤٣٤)

تکبُّر کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بُرائیاں

تکبر ایسا مُہلِک (مُہ۔لِک) مرض ہے کہ اپنے ساتھ دیگر کئی **برائیوں** کو لاتا
ہے اور کئی **اچھائیوں** سے آدمی کو محروم کر دیتا ہے۔ چُنانچہ حجۃ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا امام
محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: "متکبر شخص جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے
مسلمان بھائی کے لئے پسند نہیں کر سکتا، ایسا شخص **عاجزی** پر بھی قادر نہیں ہوتا جو تقویٰ
و پرہیزگاری کی جڑ ہے، **کینہ** بھی نہیں چھوڑ سکتا، اپنی عزت بچانے کے لئے **جھوٹ** بولتا
ہے، اس جھوٹی عزت کی وجہ سے **غصہ** نہیں چھوڑ سکتا، **حسد** سے نہیں بچ سکتا، کسی کی
خیر خواہی نہیں کر سکتا، دوسروں کی نصیحت قبول کرنے سے محروم رہتا ہے، لوگوں کی
غیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے الغرض متکبر آدمی اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہر برائی کرنے
پر مجبور اور ہر اچھے کام کو کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔" (احیاء العلوم، ج۳، ص ٤٢٣ ملخصًا)

تکبُّر سے جان چُھڑا لیجئے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اِس گناہ کی تعریف، تباہ کاریاں، بعض علامتیں
جاننے اور مسلسل غور و فکر کے بعد اپنے اندر **تَکَبُّر** کی موجودگی کا انکشاف ہونے کی

صورت میں فوری طور پر **عِلاج** کی کوششیں کرنا ہم پر لازِم ہے۔ یقیناً نفس وشیطان اپنا سارا زور لگائیں گے کہ ''ہم سُدھرنے نہ پائیں''، لیکن سوچئے تو سہی کہ آخر ہم کب تک نفس وشیطان کے سامنے چاروں شانے چِت ہوتے رہیں گے! کب تک ہم خوابِ خرگوش کے مزے لیتے رہیں گے! قبر میں میٹھی نیند سونے کے لئے ہمیں آج ہی بیدار ہونا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت **مکّی مَدَنی مصطفٰے** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نفس وشیطٰن کے خلاف یوں فریاد کرتے ہیں، ؎

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتُوانوں کی خبر
نفس وشیطاں سیِّدا کب تک دباتے جائیں گے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! گناہوں کے عِلاج میں ہماری ذرا سی غفلت طویل **پریشانی** کا سبب بن سکتی ہے کہ نہ جانے کب موت ہمیں دُنیا کی رونقوں سے اٹھا کر ویران قبر کی تنہائیوں میں پہنچا دے، جہاں نہ صرف گُھپ اندھیرا بلکہ وحشت کا بسیرا بھی ہوگا، کوئی مُونس نہ کوئی ہمدرد! اگر **تَکَبُّر** اور دیگر گناہوں کے سبب ہمیں عذابِ قبر میں مبتلا کر دیا گیا، آگ بھڑکا دی گئی، سانپ اور بچھو ہم سے لپٹ گئے، ہمیں مارا پیٹا گیا تو کیا کریں گے! کس سے فریاد کریں گے! کون ہمیں چھڑانے آئے گا! آج موقع ہے کہ **تَکَبُّر** سمیت اپنے تمام گناہوں سے سچی توبہ کر کے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو منا لیجئے ؎

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

”عِلاجِ تکبُّر“ کے آٹھ حروف کی نِسبت سے تکبر پر اُبھارنے والے 8 اَسباب اور اُن کا عِلاج

ہر مرض کے عِلاج کے لئے اُس کے **اَسباب** کا جاننا بہت ضروری ہے، بنیادی طور پر دل میں **تَکَبُّر** اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی خود کو بڑا سمجھے اور اپنے آپ کو وہی بڑا سمجھتا ہے جو اپنے اندر کسی کمال کی بُو پاتا ہے، پھر وہ کمال یا تو دینی ہوتا ہے جیسے علم وعمل وغیرہ اور کبھی دُنیوی مثلاً مال ودولت اور طاقت ومنصب وغیرہ، یوں **تَکَبُّر** کے کم از کم 8 اَسباب ہیں: (۱) عِلم (۲) عبادت (۳) مال ودولت (٤) حسب ونَسب (۵) عہدہ ومَنصب (٦) کامیابیاں (۷) حُسن وجمال (۸) طاقت وقوت۔

(احیاء علوم الدین، ج۳، ص٤٢٦ تا ٤٣٣ ملخصًا)

(۱) عِلم

عِلم دین سیکھنا سِکھانا بہت بڑی سعادت ہے اور اپنی ضرورت کے بقدر اس کا حاصل کرنا **فرض** بھی ہے مگر بعض اوقات انسان کثرتِ عِلم کی وجہ سے بھی **تَکَبُّر** کی آفت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کم عِلم اِسلامی بھائیوں کو حقیر جاننے لگتا ہے۔ بات بات پر انہیں جھاڑنا، وہ کوئی سوال پوچھ بیٹھیں تو ان کی کم علمی کا اِحساس دلا کر ذلیل کرنا، انہیں ”جاہل“ اور ”گنوار“ جیسے بُرے القابات سے یاد کرنا اُس کی عادت بن جاتا ہے۔ ایسا شخص توقع رکھتا ہے کہ لوگ اُسے سلام کرنے میں پہل کریں اور اگر یہ کسی اَن پڑھ کو سلام میں پہل کر لے یا دو گھڑی اُس سے ملاقات کر لے یا اس کی دعوت قبول کر لے تو اُس پر اپنا احسان سمجھتا ہے، عام طور پر لوگ اس کی خیر خواہی کرتے

ہیں مگر یہ ان کے ساتھ حسنِ سُلوک نہیں کرتا، لوگ اس کی ملاقات کو آتے ہیں لیکن یہ خُود چل کر ان سے ملاقات کو نہیں جاتا، لوگ اس کی بیمار پُرسی کرتے ہیں مگر یہ ان کی بیمار پُرسی نہیں کرتا، کوئی اس کی خدمت میں کوتاہی کرے تو اسے بُرا جانتا ہے، وہ خُود کو اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسرے لوگوں سے افضل واعلیٰ سمجھتا ہے، ان کے گناہوں کو بُرا جانتا اپنی خطائیں بھول جاتا ہے۔ الغرض ایسا شخص سر سے پاؤں تک آفتِ علم یعنی **تکبُّر** میں گرفتار ہو جاتا ہے، چُنانچہ مروی ہے کہ: ''اٰفَةُ الْعِلْمِ الْخَیْلَاءُ یعنی علم کی آفت **تکبُّر** ہے۔'' (فیض القدیر، تحت الحدیث: ۹٦٥٤ ج٦ ص٤٧٨)

عِلم سے پیدا ہونے والے تکبر کے عِلاج

﴿۱﴾ ایسے اِسلامی بھائیوں کو ''مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت'' کے مَنصب تک پہنچنے والے (یعنی شیطان) کا اَنجام یاد رکھنا چاہیۓ جس نے اپنے آپ کو حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے افضل قرار دیا تھا مگر اُسے اِس **تکبُّر** کے نتیجے میں کیا ملا! ڈرنا چاہیۓ کہ کہیں یہ **تکبُّر** ہمیں بھی عذابِ جہنَّم کا حقدار نہ بنا دے۔

تُو جو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنَّم میں جلوں گا یارب

﴿۲﴾ اِس روایت کو غور سے پڑھیۓ اور اپنا **مُحاسَبہ** کیجئے کہ آپ کہاں کھڑے ہیں!

اہلِ علم کے تکبُّر میں مبتلا ہونے کا سبب

حضرت سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اِرشاد فرماتے ہیں: ''عِلم کی مثال تو بارش کے اُس پانی کی طرح ہے جو آسمان سے صاف وشفّاف اور میٹھا نازل

ہوتا ہے اور درخت اُس کو اپنی شاخوں کے ذریعے جذب کر لیتے ہیں۔اب اگر درخت کڑوا ہوتا ہے تو بارش کا پانی اُس کی کڑواہٹ میں اِضافہ کرتا ہے اور اگر وہ درخت میٹھا ہوتا ہے تو اُس کی مٹھاس میں اِضافہ کرتا ہے بس یونہی **عِلم** بذاتِ خود تو فائدے کا باعث ہے مگر جب خواہشاتِ نفس میں گرفتار انسان اِس کو حاصل کرتا ہے تو یہ عِلم اُس کے **تَکَبُّر** میں مبتلا ہونے کا سبب بن جاتا ہے اور جب شریفُ النَّفس انسان کو یہ دولت عِلم حاصل ہوتی ہے تو یہ اُس کی شرافت، عبادت، خوف وخَشِیّت اور پرہیزگاری میں اِضافہ کرتا ہے۔(الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۵۵۷)

عالِم کا خود کو "عالِم" سمجھنا

﴿۳﴾ خود کو "عالِم" بلکہ "علاّمہ" کہنے بلکہ دل میں سمجھنے والوں کیلئے بھی مقامِ غور ہے کہ اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن جنہیں 55 سے زائد عُلُوم وفنون پر عبور حاصل تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی **علمی وجاہت، فقہی مہارت** اور **تحقیقی بصیرت** کے جلوے دیکھنے ہوں تو **فتاوٰی رضویہ** دیکھ لیجئے جس کی 30 جِلدیں (تخریج شدہ) ہیں۔ایک ہی مفتی کے قلم سے نکلا ہُوا یہ غالباً اُردو زَبان میں دنیا کا ضَخیم ترین مجموعۂ فتاوٰی ہے جو کہ تقریباً بائیس ہزار (22000) صَفَحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سُوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مُشتَمِل ہے۔جبکہ ہزار ہا مسائل ضِمناً زیرِ بَحث آئے ہیں۔ایسے عظیمُ الشَّان عالِمِ دین اپنے بارے میں عاجزی کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ "فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالب علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لیے کوئی **مرتبۂ علم** قائم نہ کیا اور بِحمدہٖ تعالٰی بظاہر اَسباب یہی ایک وجہ ہے کہ رحمتِ الٰہی میری دستگیری فرماتی ہے، میں

اپنی بے بِضاعتی (یعنی بے سروسامانی) جانتا ہوں، اس لیے پھونک کر قدم رکھتا ہوں، مصطَفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کرم سے میری مدد فرماتے ہیں اور مجھ پر علمِ حق کا اِفاضہ فرماتے (یعنی فیض پہنچاتے) ہیں، اور انہیں کے ربِّ کریم کے لیے حمد ہے، اور ان پر ابدی صلوٰۃ وسلام۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۵۹٤) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: کبھی میرے دل میں یہ خطرہ نہ گزرا کہ میں "**عالِم**" ہوں۔" (فتاوی رضویہ، ج۱، ص۹۳)

مقامِ غور ہے کہ جب اتنے بڑے مُفتی، مُحدِّث، مُفسِّر اور فَقِیہ خُود کو "عالم" نہیں سمجھتے تو ماوشُما کس شمار میں ہیں!

خُود کو عالِم کہنے والا جاہِل ہے!

حدیثِ پاک میں تو یہاں تک آیا کہ "**مَنْ قَالَ اَنَا عَالِمٌ فَهُوَ جَاهِلٌ**" یعنی جس شخص نے یہ کہا کہ میں عالم ہوں، تو ایسا شخص جاہل ہے۔"

(المعجم الاوسط، الحدیث ٦٨٤٦، ج٥، ص١٣٩)

شارِحین نے اِس حدیث مبارکہ میں اپنے آپ کو "**عالِم**" کہنے والے کو جاہِل سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بیان کی کہ جو واقعی عالم ہوتا ہے وہ اِس عِلم کے ذریعے اپنے نفس کی معرِفت رکھتا ہے اُسے اپنا نفس انتہائی حقیر و عاجز نظر آتا ہے، اس لئے اپنے لئے "عِلم کا دعویٰ" نہیں کرتا اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ حقیقی عِلم تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کے پاس ہے جیسا کہ اِرشاد باری تعالیٰ ہے: "**وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ**﴿۲۱۶﴾ (پ۲، البقرہ:۲۱۶)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" اور جو **عالِم** ہونے کا دعویٰ کرے تو گویا اُس نے ابھی عِلم کو سمجھا ہی نہیں ہے لہٰذا اُسے **جاہل** کہا گیا۔

(الحدیقة الندیة، ج۱، ص٥٦٧ ملخصًا)

مَدَنی پھول: عالِم اگر اپنا "عالِم" ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ

ضروری ہے کہ تفَاخُر (فخر جتانے) کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تفَاخُر حرام ہے بلکہ محض تحدیثِ نعمتِ الٰہی کے لیے یہ ظاہر ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو اِستفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۷۰)

﴿٤﴾ ایسی روایات پیشِ نظر رکھے جس میں علما کو عذاب دیئے جانے کا تذکرہ ہے اور خُود کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرائے، مثلاً:

سب سے زیادہ عذاب

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُس عالم کو ہوگا جس کے علم نے اُسے نفع نہ دیا ہوگا۔'' (شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۷۸، ج۲، ص ۲۸۵)

خود کو حقیر سمجھنے کا طریقہ

﴿۵﴾ زیورِ علم سے آراستہ اسلامی بھائی دوسروں کو حقیر اور خود کو افضل سمجھنے کے شیطانی وار سے بچنے کے لئے یہ مَدَنی سوچ اپنا لے کہ اگر اپنے سے کم عمر کو دیکھے تو اسے اپنے سے یہ خیال کر کے افضل سمجھے کہ اس کی عمر تھوڑی ہے، اس کے گناہ بھی مجھ سے کم ہوں گے، اس لئے مجھ سے بہتر ہے اور اگر اپنے سے کسی بڑے کو دیکھے تو اس کو بھی خود سے بہتر سمجھے اور یہ جانے کہ اس کی عمر مجھ سے زیادہ ہے، اس نے نیکیاں بھی مجھ سے زیادہ کی ہوں گی، اور اگر ہم عمر کو دیکھے تو اس کے بارے حُسنِ ظن رکھے کہ یہ اِطاعت، عبادت اور نیکی میں مجھ سے بہتر ہے، اگر اپنے سے کم علم یا جاہل کو دیکھے تو اس کو بھی اپنے سے بہتر سمجھے کہ یہ اپنی جہالت وکم علمی کی وجہ سے گناہ کرتا ہے اور میں علم رکھنے کے باوُجُود گناہ میں گرفتار ہوں اس لئے یہ جاہل تو مجھ سے زیادہ

عذر والا ہے یعنی اِس کے پاس تو عِلم کے نہ ہونے کی وجہ سے جہل کا عذر ہے میں کونسا عذر پیش کروں گا! اور اگر کسی کو خود سے **زیادہ علم** والے کو دیکھے تو اس کو بھی خود سے بہتر سمجھے اور یہ جانے کہ اس کا علم زیادہ ہے لہٰذا تقویٰ اور علم کی وجہ سے عبادات بھی زیادہ ہوں گی اس لئے کہ اسے معلوم ہے کہ کس کس عبادت کا اجر و ثواب زیادہ ہے! کون کون سے اعمال کا درجہ بلند ہے! اس نے نیکیاں بھی اپنے علم کی وجہ سے زیادہ جمع کر لی ہوں گی اور علم کی فضیلت کی وجہ سے جو بخشش و عطا ہو گی وہ اس کے نصیب میں ہو گی، اگر کسی **کافر** کو دیکھے تو اگرچہ اسے حقیر جاننے میں شرعاً کوئی حرج نہیں مگر اپنے دل سے **تَکَبُّر** کا صفایا کرنے کے لئے اسے بھی بحیثیت انسان کے خود سے حقیر اور کم تر نہ جانے، کافر کو دیکھ کر اپنے اندر اس طرح عاجزی پیدا کرے کہ اس وقت یہ کافر ہے اور میں مومن، لیکن کیا معلوم کہ یہ توبہ کر لے اور آخری وقت میں مسلمان ہو جائے یوں اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور یہ بخشش و نجات کا مستحق بن جائے جبکہ میں ساری عمر ایمان پر گزار کر ممکن ہے اپنی موت سے پہلے کوئی ایسا کام کر بیٹھوں کہ میرا ایمان جاتا رہے اور میرا خاتمہ کفر پر ہو! حدیث پاک میں ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ یعنی اَعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہے۔" (صحیح البخاری الحدیث ۶۶۰۷، ج ۴، ص ۲۷۴) **مُفَسِّرِ** شہیر **حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "یعنی مرتے وقت جیسا کام ہو گا ویسا ہی انجام ہو گا لہٰذا چاہیے کہ بندہ ہر وقت ہی نیک کام کرے کہ شاید وہی اس کا آخری وقت ہو" (مرآۃ المناجیح، ج ۱، ص ۹۵)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے اُس کی "خفیہ تدبیر" کو کوئی نہیں جانتا، کسی کو بھی اپنے عِلم یا عبادت پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ

تکبّر کی نُحُوست کی وجہ سے مرنے سے پہلے ہمارا اِیمان سَلب ہو جائے اور معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا خاتمہ کُفر پر ہو، اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو عِلم کے دفینے اور عبادتوں کے خزینے ہمارے کچھ کام نہ آئیں گے۔

مسلماں ہے عطّاؔر تیری عطا سے

ہو اِیمان پر خاتمہ یا الٰہی

کافِر کو کافر کہنا ضروری ہے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 686 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب**'' کے صَفحہ 59 پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: کافِر کو کافر کہنا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ہم تو **کافِر** کو بھی **کافِر** نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کُفر پر ہوگا'' یہ بھی غَلَط ہے قرآنِ عظیم نے **کافِر** کو **کافِر** کہا اور **کافِر** کہنے کا حکم دیا۔ (چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے:)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے کافرو!

(پ ۳۰ الکافرون ۱)

اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمھیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافِر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے۔

(بہارِ شریعت، جلد۲، حصّہ ۹، ص ۴۵۵)

یہ مجھ سے بہتر ہے

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبداللہ تابِعی علیہ رحمۃ اللہ القوی جب کسی بوڑھے آدمی کو دیکھتے تو فرماتے: ''یہ مجھ سے **بہتر** ہے اور مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا شرف رکھتا ہے۔'' اور جب کسی جوان کو دیکھتے تو فرماتے: ''یہ مجھ سے بہتر ہے کیونکہ میرے گناہ اِس سے کہیں زیادہ ہیں۔'' (حلیۃ الاولیاء، ج۲،ص ۲۵۷،الحدیث۲۱۴۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدَقے ہماری مغفرت ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

غیر نافع عِلْم سے خدا کی پناہ

﴿۶﴾ نفع نہ دینے والے عِلْم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگئے۔ مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میں ایسے عِلْم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہ دے، اور ایسے دل سے (تیری پناہ چاہتا ہوں) جو عاجزی وانکساری نہ کرے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، الحدیث: ۲۷۲۲،ص۱۴۵۷ملخصًا)

قیامت کے چار سوالات

﴿۷﴾ اپنے عِلْم پر عمل کیجئے۔ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ گُہر بار ہے: ''قِیامت کے دن بندہ اُس وقت تک قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک اُس سے یہ چار سُوالات نہ کر لئے جائیں: (۱) اپنی عمر کن کاموں میں گزاری (۲) اپنے عِلْم پر کتنا عمل کیا (۳) مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۴) اپنے جسم کو کن کاموں میں بوسیدہ کیا۔'' (جامع الترمذی، الحدیث: ۲۴۲۵، ج۴ ص۱۸۸)

﴾۹﴿ اپنے اَکابِرین علیہم رحمۃ اللہ المبین کے نقوشِ قدم سے رہنمائی حاصل کیجئے کہ عِلم وعمل کے پہاڑ ہونے کے باجود کیسی **عاجزی** کیا کرتے تھے!

''عاجزی کانُور'' کے 10 حُرُوف کی نسبت سے بُزُرگانِ دین کی عاجِزی کی دس حکایات

(۱) کاش میں پرندہ ہوتا

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا **ابوبکرصِدّیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پرندے کو درخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا: **اے پرندے!** تُو بڑا خوش بخت ہے، **وَاللہ!** کاش! میں بھی تیری طرح ہوتا، درخت پر بیٹھتا، پھل کھاتا، پھر اُڑ جاتا، تجھ پر کوئی حساب وعذاب نہیں، خدا کی قسم! کاش! میں کسی راستے کے کَنارے پر کوئی **دَرَخت** ہوتا، وہاں سے کسی اُونٹ کا گزر ہوتا، وہ مجھے منہ میں ڈالتا چباتا پھر نگل جاتا۔**اے کاش! میں انسان نہ ہوتا۔** (مُصَنَّف ابن ابی شَیبة ج۸ ص ۱۴۴، دارالفکر بیروت) **ایک موقع پر فرمایا:** ''کاش! میں کسی مسلمان کے پہلو کا بال ہوتا۔'' (الزُّھد،للامام احمد بن حنبل ص ۱۳۸ رقم ۵۶۰)

(۲) کاش! میں پھل دار پَیڑ ہوتا

حضرتِ سیِّدُنا ابوذَر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار **غَلَبۂ خوف کے وَقت** فرمانے لگے: ''خدا کی قسم! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جس دن مجھے پیدا فرمایا تھا کاش! اُس دن وہ مجھے ایسا پَیڑ بنا دیتا جس کو کاٹ دیا جاتا اور اس کے پھل کھا لئے جاتے۔''

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج۸ص۱۸۳)

(۳) میں ان کی عاجزی دیکھنا چاہتا تھا

جلیل القدر مُحدِّث حضرتِ سیِّدُنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی رَملہ تشریف

لائے تو حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے ان کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لاکر کوئی حدیث سنائیے۔ حضرتِ سیِّدُ نا سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی تشریف لے آئے تو حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے عرض کی گئی: ''آپ ایسے لوگوں کو یوں بلاتے ہیں!'' فرمایا: ''میں ان کی تواضُع (یعنی عاجزی) دیکھنا چاہتا تھا۔'' (احیاء العلوم، ج۳، ص ۴۳۵)

(٤) اِسی وجہ سے تو وہ مالِک ہیں

حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''اگر کوئی اِعلان کرنے والا مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر اِعلان کرے کہ تم میں سے جو سب سے بُرا ہے وہ باہر نکلے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ سے پہلے کوئی نہیں نکلے گا، ہاں! جس میں دوڑنے کی زیادہ طاقت ہو وہ مجھ سے پہلے نکلے گا۔'' راوی کہتے ہیں جب حضرتِ سیِّدُ نا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار کی یہ بات حضرتِ سیِّدُ نا عبداللہ بن مبارک علیہ رحمۃ اللہ الخالق کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا: اسی وجہ سے تو وہ ''مالک'' ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، فصل فضیلۃ التواضع، ج۳، ص ۴۲۰)

(۵) امام فخر الاسلام کے آنسو

امام فخر الاسلام حضرتِ سیِّدُ نا علی بن محمد بزدَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی جب بغداد شریف کے مدرسۂ نظامیہ میں صدر مُدَرِّس مقرر کئے گئے تو پہلے ہی دن جب وہ مَسنَدِ تدریس پر بیٹھے تو انہیں خیال آ گیا کہ یہ وہی مَسنَد ہے جس پر کبھی حضرتِ سیِّدُ نا ابواسحٰق شیرازی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور حجۃ الاسلام حضرتِ سیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی جیسے اکابرِ اُمّت بیٹھ کر درس دے چکے ہیں۔ یہ تَصَوُّر آتے ہی ان کے دل پر ایک عجیب

کیفیت طاری ہوگئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب امنڈ آیا۔ بڑی دیر تک عمامہ اپنی آنکھوں پر رکھ کر روتے رہے اور یہ شعر پڑھا ؎

خَلَتِ الدِّیَارُ فَسُدتُ غَیرَ مَسُوُدٍ
وَمِنَ الْعِنَـاءِ تَـفَرُّدِی بِـالسُّوُدِ

یعنی ملک با کمال لوگوں سے خالی ہوگیا اور میں جو سرداری کے لائق نہیں تھا سردار بن گیا۔ مجھ جیسے آدمی کا سردار بن جانا کس قدر تکلیف دہ ہے! (روحانی حکایات، ص۹۰)

(۶) قیدیوں کے ساتھ کھانا

حضرتِ سیِّدُنا شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مجھے اپنے پیرومُرشد حضرتِ سیِّدُنا ضیاء الدین ابونجیب سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے ہمراہ مُلکِ شام جانے کا اِتّفاق ہوا۔ کسی مالدار شخص نے کھانے کی کچھ اشیا قیدیوں کے سروں پر رکھوا کر شیخ کی خدمت میں بھجوائیں۔ ان قیدیوں کے پاؤں بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جب دسترخوان بچھایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے خادِم کو حکم دیا: ''ان قیدیوں کو بلاؤ تاکہ وہ بھی دَرویشوں کے ہمراہ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔'' لہٰذا ان سب قیدیوں کو لایا گیا اور ایک دسترخوان پر بٹھا دیا گیا۔ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب علیہ رحمۃ اللہ المجیب اپنی نشست سے اٹھے اور ان قیدیوں کے درمیان جا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا آپ انہی میں سے ایک ہیں۔ ان سب نے آپ کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اُس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت کی عاجزی وانکساری ہمارے سامنے ظاہر ہوئی کہ اِس قدر عِلم وفضل اور مرتبہ ومقام کے باوجود آپ نے **تَکَبُّر** سے اپنے آپ کو بچائے رکھا۔ (الابریز، ج۲، ص۱۴۶ ملخصًا)

(۷) کتے کے لئے راستہ چھوڑ دیا

حضرت سیِّدُ نا شیخ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن جیّد عالمِ دین اور بہت بڑے فقیہ تھے۔ایک دن شدید بارش اور کیچڑ کے موسم میں اپنے عقیدت مندوں کی ہمراہی میں کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ سامنے سے ایک کتا آتا دکھائی دیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیوار کے ساتھ لگ گئے اور کتے کے گزرنے کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔جب کتا قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نچلی طرف کیچڑ میں آگئے اور راستے کا اوپری صاف حصہ کتے کے گزرنے کے لئے چھوڑ دیا۔جب کتا گزر گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہیوں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر افسوس کے آثار موجود ہیں۔انہوں نے عرض کی: ''حضرت! آج ہم نے ایک حیران کن بات دیکھی ہے کہ آپ نے کتے کے لئے صاف راستہ چھوڑ دیا اور خود کیچڑ میں پاؤں رکھ دیا!'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''جب میں پہلے دیوار کے ساتھ لگا تو مجھے خیال آیا کہ میں نے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہوئے اپنے لئے صاف جگہ منتخب کر لی ، میں ڈرا کہ میری اِس حرکت کے باعث کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے ،لہٰذا میں وہ جگہ چھوڑ کر کیچڑ میں آ گیا۔'' (الابریز، ج ۲، ص ۱۴۶)

(۸) اپنے دل کی نگرانی کرتے رہو

حضرت سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کو ایک مرتبہ یہ تَصَوُّر ہو گیا کہ میں بہت بڑا بزرگ اور شیخِ وقت ہو گیا ہوں ،لیکن اِس کے ساتھ یہ خیال بھی آیا کہ میرا یہ سوچنا فخر وتکبر کا آئینہ دار ہے۔'' چنانچہ فوراً خراسان کا رخ کیا اور ایک منزل پر پہنچ کر دعا کی: ''اے اللہ جب تک ایسے کامل بندے کو نہیں بھیجے گا جو مجھ کو میری حقیقت سے روشناس

کرا سکے اُس وقت تک یہیں پڑا رہوں گا۔'' تین دن اِسی طرح گزر گئے تو چوتھے دن ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اونٹ پر آئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوقریب آنے کا اشارہ کیا لیکن اس اشارے کے ساتھ اونٹ کے پاؤں زمین میں دھنستے چلے گئے۔ انہوں نے چُبھتے ہوئے لہجہ میں کہا: ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی کھلی ہوئی آنکھوں کو بند کرلوں اور بند آنکھ کھول دوں اور بایزید سمیت پورے بسطام کو غرق کردوں؟'' یہ سن کر آپ گھبرا گئے اور پوچھا: ''آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟'' جواب دیا کہ ''جس وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اُس وقت میں یہاں سے تین ہزار میل دُور تھا اور اِس وقت میں سیدھا وہیں سے آرہا ہوں، میں تمہیں باخبر کرتا ہوں کہ اپنے قلب کی نگرانی کرتے رہو۔'' یہ کہہ کر وہ بُزُرگ غائب ہوگئے۔ (تذکرۃ الاولیاء فارسی، ص ۱۳٤)

(۹) جب دریائے دِجلہ اِستقبال کیلئے بڑھا......

حضرتِ سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دریائے دِجلہ پر پہنچا تو پانی جوش مارتا ہوا میرے اِستقبال کو بڑھا لیکن میں نے کہا: ''مجھے تیرے اِستقبال سے (اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) شمّہ برابر (یعنی تھوڑا سا) بھی غُرور نہ ہو گا کیونکہ میں اپنی تیس سالہ ریاضت کو **تَکَبُّر** کرکے ہرگز ضائع نہیں کرسکتا۔''

(تذکرۃ الاولیاء (فارسی)، ص ۱٤٥)

(۱۰) اب مزید کی گنجائش نہیں

حضرتِ سیِّدُنا ابوسلیمان دارانی قدس سرہُ النورانی اِرشاد فرماتے ہیں: ''اگر ساری مخلوق بھی مجھے کمتر مرتبہ دینے اور ذلیل کرنے کی کوشش کرے تو نہیں کرسکے گی کیونکہ

میں نے خود ہی اپنے نفس کو اتنا ذلیل وکمتر کردیا ہے جس میں مزید کمی نہیں ہوسکتی۔''

(الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص ۵۹۱)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن سب پر رحمت ہو اور اِن کے صَدقے ہماری مغفرت ہو

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۲) عبادت وریاضت

علم سے بھی بڑھ کر جو چیز **تَکَبُّر** کا باعث بن سکتی ہے وہ کثرتِ عبادت ہے مثلاً کسی اِسلامی بھائی کو فرض عبادات کے ساتھ ساتھ نوافِل مثلاً تہجد، اِشراق وچاشت، اوّابین کے نوافل، روزانہ تلاوتِ قراٰن، نفلی روزے رکھنے، ذکرواَذکار اور دیگر وظائف کرنے کی سعادت میسر ہوتو وہ بعض اوقات دیگر اِسلامی بھائیوں کو جو نفلی عبادت نہیں کرپاتے، حقیر سمجھنا شروع کردیتا ہے جس کا بعض اوقات زَبان سے اور کبھی اِشاروں کنایوں سے اِظہار بھی کربیٹھتا ہے۔عبادت بذاتِ خود ایک نہایت ہی اعلٰی چیز ہے لیکن بعض اسلامی بھائی عبادت گزار ہونے کے زُعم میں خودکو ''بڑا پہنچا ہوا'' سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں کو گناہ گار قرار دے کر ہر وقت ان کی عیب جوئی میں مبتلا رہتے ہیں۔خودکو نیک وپارسا اور نجات پانے والا اور دوسروں کو گناہ گار و بدکار اور تباہ وبرباد ہونے والا سمجھنا **تَکَبُّر** کی بدترین شکل ہے۔

عبادت سے پیدا ہونے والے تکبر کا عِلاج

ایسے اِسلامی بھائی کو یہ بات اپنے دل ودماغ میں بٹھالینی چاہئے کہ اگر وہ نفلی عبادتیں کرتا بھی ہے تو اِس میں اُس کا کیا کمال! یہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہے کہ اسے

عبادت کی توفیق عطا فرمائی نیز عبادت وہی مُفید ہے جس میں شرائطِ ادا کے ساتھ ساتھ شرائطِ قبولیت مثلاً نیّت کی دُرُستی وغیرہ بھی پائی جائیں اور وہ مفسِدات (یعنی فاسِد کردینے والی چیزوں) سے بھی محفوظ رہے۔ کیا خبر کہ جن عبادتوں پر وہ اِترا رہا ہے شرائط کی کمی کی وجہ سے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مقبول ہی نہ ہوں! یا پھر تکبّر کی وجہ سے ان کا ثواب ہی جاتا رہے، بلکہ وہ تکبّر کی وجہ سے ہوسکتا ہے بجائے جنت کے مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ جہنّم میں پہنچ جائے۔

اسرائیلی عبادت گزار اور گنہگار

بنی اِسرائیل کا ایک شخص جو بہت گنہگار تھا ایک مرتبہ بہت بڑے عابد (یعنی عبادت گزار) کے پاس سے گزرا جس کے سر پر بادل سایہ فگن ہوا کرتے تھے۔ اُس گنہگار شخص نے اپنے دل میں سوچا: "میں بنی اِسرائیل کا انتہائی گنہگار اور یہ بہت بڑے عبادت گزار ہیں، اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی رحم فرمادے۔" یہ سوچ کر وہ اُس عابد کے پاس بیٹھ گیا۔ عابد کو اُس کا بیٹھنا بہُت ناگوار گزرا، اُس نے دل میں کہا: "کہاں مجھ جیسا عبادت گزار اور کہاں یہ پرلے درجے کا گنہگار! یہ میرے پاس کیسے بیٹھ سکتا ہے!" چنانچہ اُس نے بڑی حقارت سے اُس شخص کو مخاطِب کیا اور کہا: "یہاں سے اُٹھ جاؤ!" اِس پر اللہ تعالیٰ نے اُس زمانے کے نبی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ "ان دونوں سے فرمائیے کہ وہ اپنے عمل نئے سرے سے شروع کریں، میں نے اس گنہگار کو (اس کے حسنِ ظن کے سبب) بخش دیا اور عبادت گزار کے عمل (اس کے تکبر کے باعث) ضائع کردیئے۔" (احیاء علوم الدین، ج۳، ص ۴۲۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ جب ایک گنہگار شخص نے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کو اپنے دل میں بسایا اور عاجزی کو اپنایا تو اُس کی بخشش کردی گئی جبکہ **تکبُّر**

کرنے والے نیک پرہیز گار انسان کی نیکیاں برباد ہو گئیں۔

مِرا ہر عمل بس تِرے واسِطے ہو
کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ

بد نصیب عابِد

بنی اسرائیل میں ایک شخص ایک عابِد کے پاس آیا۔ وہ اس وقت سجدہ ریز تھا، اُس شخص نے عابد کی گردن پر پاؤں رکھ دیا، عابد نے سخت طیش کے عالم میں کہا: ''پاؤں اٹھاؤ! اللہ تعالٰی کی قسم! وہ تمہیں نہیں بخشے گا۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''میرا بندہ مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں اپنے بندے کو نہیں بخشوں گا، بے شک میں نے اسے بخش دیا۔'' (مجمع الزوائد، کتاب التوبة، الحدیث ۱۷۴۸۵ ج ۱۰، ص ۳۱۷)

میرے سبب فُلاں برباد ہو گیا!

اِس روایت سے وہ نادان اسلامی بھائی عبرت پکڑیں کہ اگر ان کے سامنے کوئی شخص دوسرے مسلمان کو اذیّت پہنچائے تو انہیں کوئی ناگواری محسوس نہیں ہوتی، ماتھے پر شکن تک نہیں آتی لیکن جب یہی شخص خُود اِن کی ''شان'' میں گستاخی کی جرأت کر بیٹھے تو یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ دیکھنا! عنقریب اِسے اللہ تعالٰی کی طرف سے کیسی سزا ملتی ہے! پھر جب وُہی شخص تقدیرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو یہ سمجھتے بلکہ بول پڑتے ہیں: ''دیکھا! اس کا انجام!'' اور اپنے تئیں گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے میری وجہ سے بدلہ لے لیا ہے، حالانکہ اُس شخص کو مصیبت پہنچنا اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کا یہ حال ''موصوف'' کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے ہوا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالٰی کے کئی انبیاء

علیہم السلام (جو بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں یقیناً وقطعاً مقبول تھے) کو کفّار نے شہید کیا، انہیں طرح طرح کی اذیتیں دیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کفّار کو مہلت دی اور بعضوں کو دنیا میں سزا نہیں دی پھر ان میں سے بعض تو اسلام کے دامن میں بھی آ گئے اور دنیا وآخرت کی سزا سے بچ گئے۔ تو کیا آپ خود کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ معزّز سمجھ بیٹھے ہیں کہ ربُّ الانام عَزَّوَجَلَّ نے آپ کا ''انتقام'' تو لے لیا مگر ان انبیاء کرام علیہم السلام کا کوئی انتقام نہیں لیا! عین ممکن ہے کہ آپ خود اِس خود پسندی اور **تکبُّر** کی وجہ سے غضبِ جبّار عَزَّوَجَلَّ کے شکار ہو کر عذاب کے حقدار قرار پا چکے ہوں اور آپ کو اس کی خبر بھی نہ ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تُوبُوا اِلَی اللهِ اَسْتَغْفِرُ اللهَ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حقیقی عبادت گزار بندوں کے مَدَنی کردار کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے اور اپنی اصلاح کا سامان کیجئے!

لوگوں کی تکلیفوں کا سبب میں ہوں!

جب کبھی آندھی چلتی یا بجلی گرتی تو حضرتِ سیِّدُنا عطاء سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے: لوگوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس کا سبب میں ہوں، اگر **عطاء** فوت ہو جائے تو لوگوں کی جان اس مصیبت سے چھوٹ جائے۔ (احیاالعلوم، ج ۳، ص ۴۲۹)

تمہیں تعجب نہیں ہونا چاہیے

حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور ان لوگوں میں سے تھے جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اور آخرت کا گھر یاد آتا تھا کیونکہ وہ عبادت کی پابندی کرتے تھے،

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک دن طویل نماز پڑھی، ایک شخص پیچھے کھڑا دیکھ رہا تھا، **حضرتِ سیِّدُنا بشر** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو معلوم ہو گیا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نماز سے سلام پھیرا تو عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جو کچھ تم نے مجھ سے دیکھا ہے اس سے تمہیں تعجُّب نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ شیطانِ لعین نے فرشتوں کے ہمراہ ایک طویل عرصے تک عبادت کی پھر اس کا جو انجام ہوا وہ واضح ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر و العجب، فصل بیان ذم العجب و آفاتہ، ج۳، ص۴۵۳)

دوسرا اِمام تلاش کرلو

حضرتِ سیِّدُنا حُذَیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک گروہ کو نماز پڑھائی، جب نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا: ''کوئی دوسرا اِمام تلاش کرو یا اکیلے اکیلے نماز پڑھو، کیونکہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر و العجب، فصل بیان ما بہ التکبر، ج۳، ص۴۲۸)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن سب پر رحمت ہو اور اِن کے صَدَقے ہماری مغفرت ہو

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳﴾ مال و دولت

تَکَبُّر کا ایک سبب مال و دولت اور دنیاوی نعمتوں کی فراوانی بھی ہے۔ جس کے پاس کار، بنگلہ، بینک بیلنس اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر ہوں وہ بعض اوقات **تَکَبُّر** کی آفت میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر اُسے غریب لوگ زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح حقیر دکھائی دیتے ہیں (مگر جسے اللہ تعالٰی بچائے)۔

بسا اوقات اس قسم کے مُتکبّرانہ جملے اس کے منہ سے نکلتے سُنائی دیتے ہیں: ''تم میرے منہ لگتے ہو! تمہارے جیسے لوگ تو میری جُوتیاں صاف کرتے ہیں، میں ایک دن میں اتنا خرچ کرتا ہوں جتنا تمہارا سال بھر کا خرچ ہے۔''

مال ودولت سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج

مال ودولت کی کثرت کے باعث پیدا ہونے والے **تَکَبُّر** کا عِلاج یوں ہوسکتا ہے کہ انسان اِس بات کا یقین رکھے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ اُسے یہ سب کچھ یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ دُنیا سے جانا ہے، کفن میں تھیلی ہوتی ہے نہ قبر میں تجوری، پھر قبر کو نیکیوں کا نُور روشن کرے گا نہ کہ سونے چاندی کی چمک دمک! الغرض یہ دولت فانی ہے اور ہرتی پھرتی چھاؤں ہے کہ آج ایک کے پاس تو کل کسی دوسرے کے پاس اور پرسوں کسی تیسرے کے پاس! آج کا صاحبِ مال کل کنگال اور آج کا کنگال کل مالا مال ہوسکتا ہے، تو ایسی ناپائیدار شے کی وجہ سے **تَکَبُّر** میں مبتلا ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو کیوں ناراض کیا جائے!

بِلا حساب جہنّم میں داخِلہ

حُسنِ اَخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چھ قسم کے لوگ بغیر حساب کے جہنّم میں داخل ہوں گے۔'' (۱) اُمراءِ **ظُلم** کی وجہ سے (۲) عَرَب **عَصَبِیَّت** (عَ۔صَ۔بِی۔یَت یعنی طرف داری) کی وجہ سے (۳) رئیس اور سردار **تَکَبُّر** کی وجہ سے (۴) تجارت کرنے والے **جھوٹ** کی وجہ سے (۵) اہلِ علم **حَسَد** کی وجہ سے (۶) مالدار **بُخْل** کی وجہ سے۔''

(کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقاق......الخ،قسم الاقوال ،الحدیث ۴۴۰۲۳، ج۱۶، ص۳۷)

مالدار اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ حدیث پاک میں بیان کردہ اِس فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں:

عاجزی کرنے والے دولت مند کے لئے خوشخبری

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''خوشخبری ہے اُس شخص کے لئے جو تنگدستی نہ ہوتے ہوئے تواضُع (یعنی عاجزی) اختیار کرے اور اپنا مال جائز کاموں میں خرچ کرے اور محتاج و مسکین پر رحم کرے اور اہلِ علم وفِقہ سے میل جول رکھے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ٤٦١٦، ج ٥، ص ٧٢)

مالدار متکبر کو انوکھی نصیحت

حضرت سیِّدُنا حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک امیر کو متکبرانہ (مُ۔تَ۔کَبْ۔بِرانہ) چال چلتے ہوئے دیکھا تو اُس سے فرمایا کہ اے احمق! **تکبُّر** سے اِتراتے ہوئے ناک چڑھا کر کہاں دیکھ رہا ہے؟ کیا اُن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن کا شکر ادا نہیں کیا گیا یا اُن نعمتوں کو دیکھ رہا ہے کہ جن کا تذکرہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اَحکام میں نہیں۔ جب اُس نے یہ بات سنی تو معذرت کرنے حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِرشاد فرمایا: ''مجھ سے معذِرت نہ کر بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کر کیا تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

(پ ١٥، بنی اسرائیل: ٣٧)

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ١، ص ١٤٩)

(٤) حَسَب ونَسَب

تَکَبُّر کا ایک سبب حسب ونَسَب بھی بنتا ہے کہ انسان اپنے آباؤ اجداد کے بل بوتے پر اَکڑتا اور دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔

حسب ونسب کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا عِلاج

دوسروں کے کارناموں پر گھمنڈ کرنا جہالت ہے، کسی شاعر نے کہا ہے :

لَئِنْ فَخَرْتَ بِآبَاءٍ ذَوِی شَرَفٍ

لَقَدْ صَدَقْتَ وَلٰکِنْ بِئْسَ مَاوَلَدُوْا

ترجمہ: تمہارا اپنے عزّت وشرف والے باپ، دادا پر فخر کرنا تو دُرُست ہے لیکن انہوں نے تجھ جیسے کو جَن کر برا کیا۔ (یعنی تیرے آباء نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے مگر تیرے جیسا ناخَلَف (جو دوسروں کے کارناموں پر فخر کر کے نام کماتا ہے) کو جنم دے کر بہت برا کام کیا ہے)

آباؤ اجداد پر فخر مت کرو

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے فوت شدہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی قوموں کو باز آجانا چاہیئے، کیونکہ وہی جہنم کا کوئلہ ہیں، یا وہ قومیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہوجائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تم سے جاہلیت کا **تَکَبُّر** اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرما دیا ہے، اب آدمی متقی ومؤمن ہوگا یا بدبخت وبدکار، سب لوگ حضرتِ آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مٹّی سے پیدا کیا گیا ہے۔'' (جامع الترمذی، الحدیث ۳۹۸۱، ج ۵ ص ۴۹۷)

9 پشتیں جہنّم میں جائیں گی

سلطانِ اِنس و جان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''موسیٰ کے زمانے میں دو آدمیوں نے باہم فخر کیا، ان میں سے ایک (جو کہ کافر تھا) نے کہا ''**میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں**'' اس طرح وہ نو پشتیں شمار کر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ سیّدُنا موسیٰ علیٰ نبِیِّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ ''اس سے فرما دیجئے کہ وہ نو کی نو پشتیں (کفر کی وجہ سے) **جہنّم** میں جائیں گی اور تم ان کے ساتھ **دسویں** ہو گے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۲۸۵، ج ۲۰ ص ۱۴۰، ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۵) حُسن و جمال

تکبُّر کا پانچواں سبب **حُسن و جمال** ہے کہ بعض اوقات انسان اپنی خوبصورتی کی وجہ سے **متکبر** ہو جاتا ہے، کسی کا رنگ گورا ہے تو وہ کالے رنگ والے کو، کوئی قد آور ہے تو وہ چھوٹے قد والے کو، کسی کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں تو وہ چھوٹی آنکھوں والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے، عُمُوماً یہ بیماری مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

حُسن و جمال کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبُّر کے عِلاج

(1) حُسن و جمال کے باعث پیدا ہونے والے **تَکَبُّر** کا عِلاج کرنے کے لئے اپنی اِبتداء اور انتہاء پر غور کیجئے کہ میرا آغاز ناپاک نُطفہ (یعنی گندہ قطرہ) اور اَنجام سڑا ہوا مُردہ ہے۔ عمر کے ہر دَور میں حسن یکساں نہیں رہتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ماند پڑ جاتا ہے، کبھی کوئی حادِثہ بھی اس حسن کے خاتمے کا سبب بن جاتا

ہے، کھولتا ہوا تیل تو بہت بڑی چیز ہے، ابلتا دودھ بھی سارے حُسن کو غارت کرنے کیلئے کافی ہے۔ یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے اپنے جسم کے اندر مختلف گندگیاں مَثَلاً پیٹ میں پاخانہ و پیشاب اور رِیح (یعنی بدبودار ہوا)، ناک میں رینٹھ (رِیں۔ٹھ)، منہ میں تھوک، کانوں میں بدبودار میل، ناخُنوں میں مَیل، آنکھوں میں کیچڑ اور پسینے سے بدبودار بغلیں لئے پھرتا ہے، روزانہ کئی بار اِستنجا خانے میں اپنے ہاتھ سے پاخانہ و پیشاب صاف کرتا ہے، کیا ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے فَقَط گوری رنگت، ڈیل ڈول اور قدوقامت نیز چوڑے چکلے سینے وغیرہ پر **تَکَبُّر** کرنا زیب دیتا ہے! یقیناً نہیں۔ **حضرت سیِّدُنا اَحنَف** بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی پر تعجُّب ہے کہ وہ **تَکَبُّر** کرتا ہے حالانکہ وہ دومرتبہ پیشاب گاہ سے نکلا ہے۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۱۴۹) **حضرت سیِّدُنا حَسَن** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آدمی پر تعجُّب ہے کہ وہ روزانہ ایک یا دومرتبہ اپنے ہاتھ سے ناپا کی دھوتا ہے پھر بھی زمین وآسمان کے بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) سے مقابلہ کرتا ہے۔'' (ایضاً)

حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

حضرتِ لقمان حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! اُس شخص کو **تَکَبُّر** کرنا کس طرح رَوا (یعنی جائز) ہے جس کی اصل یہ ہے کہ اسے پاؤں سے روندا گیا ہے یعنی اُس کا خمیر مٹّی ہے اور کیونکر **تَکَبُّر** کرتا ہے جبکہ اُس کی اصل ایک گندہ قطرہ ہے۔'' (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۵۷۹)

حضرتِ ابو ذَر اور حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حکایت

حضرتِ سیِّدُنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو سیاہ رنگ پر عار (یعنی شرم) دلائی، انہوں نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں شکایت کی تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرتِ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تصدیق کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تمہارے دل میں ابھی تک جاہلیت کے **تَکَبُّر** میں سے کچھ باقی ہے۔'' یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو زمین پر گرادیا اور قسم کھائی کہ جب تک حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے رُخسار کو اپنے قدموں سے نہیں روندیں گے وہ اپنا سر نہیں اٹھائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے سر نہ اٹھایا حتّٰی کہ حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کا عمل کیا۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطّال، باب السلام من الاسلام، ج۱، ص۸۷)

حسن والا نجات پائے گا ...... مگر کب؟

(2) حسین وجمیل ہوتے ہوئے بھی عاجزی اختیار کیجئے اور اِس فضیلت کے حقدار بنئے، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: ''جو حسین وجمیل اور شریفُ الاصل (یعنی اونچے خاندان والا) ہونے کے باوُجود منکسِرُ المزاج ہوگا تو وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن نجات عطا فرمائے گا۔'' (حلیۃ الاولیاء، رقم: ۳۷۷۷، ج۳، ص۲۲۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۶) کامیابیاں

انسان کی زندگی کامیابی وناکامی کی داستان ہے، جب مسلسل کامیابیاں بعض اِسلامی بھائیوں کے قدم چُومتی ہیں تو وہ پے درپے ناکامیوں کے شکار ہونے والے دُکھیاروں کو حقیر سمجھنا شروع کردیتے ہیں، خود کو بے حد تجرِبہ کار گردانتے ہوئے

انہیں بےوُقُوف، نادان، گدھا اور نہ جانے کیسے کیسے القابات سے نوازتے ہیں۔

کامیابیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا علاج

کامیابیوں پر پھولے نہ سما کر جامے سے باہَر ہونے والوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا، بلندیوں پر پہنچنے والوں کو اکثر واپس پستی میں بھی آنا پڑتا ہے، ہر کمال کو زوال ہے۔ آپ کو کامیابی ملی اِس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے نہ کہ اپنا کمال تَصَوُّر کر کے ناشکروں کی صف میں کھڑے ہونے کی جسارت! پھر جسے آپ ''کامیابی'' سمجھ رہے ہیں اُس کا سفر دنیا سے شروع ہو کر دنیا ہی میں ختم ہو جاتا ہے، حقیقی کامیاب تو وہ ہے جو قبر و حشر میں کامیاب ہو کر رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سائے میں **جنت** میں داخل ہو گیا، جیسا کہ پارہ 28 سورۂ تغابن کی آیت 9 میں ارشادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ ہے:

وَ مَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ وَ یَعۡمَلۡ صَالِحًا یُّکَفِّرۡ عَنۡہُ سَیِّاٰتِہٖ وَ یُدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۹﴾ (پ ۲۸ التغابن ۹)

ترجمۂ کنزالایمان: جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی **بڑی کامیابی** ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۷) طاقت و قوّت

تَکَبُّر کا ایک سبب طاقت وقوت بھی ہے، جس کا قد کاٹھ نکلتا ہوا ہو، بازوؤں کی مچھلیاں پَھڑکیں اور سینہ چوڑا ہو تو وہ بسا اوقات کمزور جسم والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

طاقت وقوّت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج

طاقت وقُوّت سے پیدا ہونے والے **تَکَبُّر** کا عِلاج کرنے کے لئے یوں فکرِ مدینہ کیجئے کہ قُوّت و پھرتی تو چوپایوں اور درندوں میں بھی ہوتی ہے بلکہ ان میں انسان سے زیادہ طاقت ہوتی ہے تو پھر اپنے اندر اور جانوروں میں ''مُشتَرک'' صفت پر **تَکَبُّر** کیوں کیا جائے! حالانکہ ہمارے جسم کی ناتُوانی کا تو یہ حال ہے کہ اگر ایک دن بخار آجائے تو طاقت وقُوّت کا سارا نشہ اتر جاتا ہے، معمولی سی گرمی میں ذرا پیدل چلنا پڑے تو پسینے سے شَرابُور ہو کر نِڈھال ہوجاتے ہیں ،سَرد ہوا چلے تو کپکپانے لگتے ہیں۔ بڑی بیماریاں تو بڑی ہی ہوتی ہیں انسان کی ڈاڑھ میں اگر درد ہوجائے تو اُس وقت خوب اندازہ ہوجاتا ہے کہ اُس کی طاقت وقوت کی حیثیت کیا اور کتنی ہے! پھر جب موت آئے گی تو یہ ساری طاقت وقُوّت دَھری کی دَھری رہ جائے گی اور بے بسی کا عالَم یہ ہوگا کہ اپنی مرضی سے ہاتھ تو کیا اُنگلی بھی نہیں ہِلا سکیں گے۔ لہٰذا میرے میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ایسی عارِضی قُوّت پر نازاں ہونا ہمیں زَیب نہیں دیتا۔

صَلُّوا عَلَی الحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۸) عُھدہ ومَنصَب

کبھی عُہدہ ومَنصَب کی وجہ سے بھی انسان **تَکَبُّر** کا شکار ہوجاتا ہے۔

عُہدہ ومنصب کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج

ایسے اِسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ اپنا ذہن بنائیں کہ فانی پر فخر نادانی ہے، عزّت ومَنصَب کب تک ساتھ دیں گے،جس مَنصَب کے بَل بوتے پر آج اکڑتے ہیں کل کلاں کو چِھن گیا تو شاید انہی لوگوں سے مُنہ چُھپانا پڑے جن سے آج تحقیر آمیز

سُلوک کرتے ہیں، آج جن پر حکم چلاتے ہیں ریٹائرمنٹ کے دوسرے دن انھی کی خدمت میں حاضر ہوکر پنشن کیس نپٹوانا ہے! الغرض فانی چیزوں پر **غرور وتکبر** کیونکر کیا جائے! اِس لئے کیسا ہی بڑا مَنصَب یا **عہدہ** مل جائے اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہئے۔ **اعلیٰ حضرت** امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''**آدمی** کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور رہے نہ کہ اپنے کو **بھولے** یا ستایشِ مردم (یعنی آدمیوں کے تعریف کرنے) پر **پھولے**۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۶۶)

''عاجزی'' کے پانچ حروف کی نسبت سے 5 حکایات

(۱) اپنی اوقات یاد رکھتا ہوں

ایاز سلطان **محمود** غزنوی کا ایک ادنیٰ غُلام تھا پھر ترقی کرتے کرتے اس کا محبوب ترین وزیر بن گیا۔ ایاز کی کامیابیاں حاسِدین درباریوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں۔ وہ موقع کی تاک میں رہتے تھے کہ کسی طرح **ایاز** کو **محمود** کی نظروں سے گرادیں۔ آخرِ کار انہیں ایک **موقع** مل ہی گیا۔ ہوا یوں کہ **ایاز** کا معمول تھا کہ روزانہ مخصوص وقت میں ایک کمرے میں چلا جاتا اور کچھ دیر گزار کر واپس آجاتا۔ درباریوں نے **محمود** کے کان بھرنا شروع کئے کہ ضرور **ایاز** نے شاہی خزانے میں خرد بُرد کر کے مال جمع کر رکھا ہے جسے دیکھنے کے لئے کمرۂ خاص میں جاتا ہے، وہ اس کمرے کو تالا لگا کر رکھتا ہے اور کسی اور کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ **محمود** کو اگرچہ ایاز پر مکمل اعتماد تھا مگر درباریوں کو مطمئن کرنے کے لئے ایک وزیر کو کہا کہ اُس کمرے کا تالا توڑ ڈالو، وہاں جو کچھ ملے وہ تمہارا ہے۔ وزیر اور دیگر درباری خوشی خوشی ایاز کے کمرے میں جا گھسے۔

مگر یہ کیا! وہاں ایک پُرانے بوسیدہ لباس اور چپلوں کے سوا کچھ تھا ہی نہیں۔ درباریوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ **محمود** نے **ایاز** سے ان کپڑوں اور چپلوں کے بارے میں دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ یہ میری غلامی کے دور کی یادگار ہیں جنہیں دیکھ کر میں اپنی اوقات یاد رکھتا ہوں اور خود کو موجودہ عُروج پر **تَکَبُّر** میں مبتلا نہیں ہونے دیتا۔ یہ سُن کر **محمود** اپنے وفادار خادِم **ایاز** سے اور زیادہ متأثِّر نظر آنے لگا اور درباریوں کا منہ کالا ہوا۔ (مثنوی مولانا روم (مترجم)، دفتر پنجم، ص ۴۵، ملخصًا)

(۲) ساری سَلْطَنَت کی قیمت ایک گلاس پانی

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 540 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت**'' صَفْحَہ 376 پر ہے: حضرت خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ عُلَماء دوست تھے۔ دربار میں علماء کا مجمع ہر وقت لگا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ پانی پینے کے واسطے منگایا، منہ تک لے گئے تھے، پینا چاہتے تھے کہ ایک عالم صاحب نے فرمایا: ''اَمِیرُ الْمُؤمِنِین! ذرا ٹھہریئے! میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔'' فوراً خلیفہ نے ہاتھ روک لیا۔ اُنہوں نے فرمایا: ''اگر آپ جنگل میں ہوں اور پانی مُیَسَّر نہ ہو اور پیاس کی شِدَّت ہو تو اِتنا پانی کس قَدَر قیمت دے کر خریدیں گے؟'' فرمایا: ''**وَاللّٰه**! آدِھی سلطنت دے کر۔'' فرمایا: ''بس پی لیجئے!'' جب خلیفہ نے پی لیا، انہوں نے فرمایا: ''اب اگر یہ پانی نکلنا چاہے اور نہ نکل سکے (یعنی پیشاب ہی بند ہو جائے) تو کس قَدَر قیمت دے کر اس کا نکلنا مول (یعنی خرید) لیں گے'' کہا: **وَاللّٰه**! پوری سلطنت دے کر۔ ارشاد فرمایا: ''بس آپ کی سلطنت کی یہ حقیقت ہے کہ ایک مرتبہ ایک چُلُّو پانی

پرآدھی بک جائے اور دوسری بار پوری۔ اِس (حکومت) پر جتنا چاہے **تَکَبُّر** کر لیجئے!''

(تاریخ الْخُلَفا ،ص ۲۹۳ ملخصاً)

(۳) سالارِ لشکر کو نصیحت

حضرت سیِّدُ نامُطَرِّف بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک لشکر کے سپہ سالار ''مُھَلَّب'' کو ریشمی جُبّے میں ملبوس اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول کو یہ چال پسند نہیں۔ اُس نے جواباً کہا: کیا تم مجھے پہچانتے نہیں کہ میں کون ہوں! فرمایا: کیوں نہیں، میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں، تمہارا آغاز ایک بدلنے والا نُطفہ (یعنی گندہ قطرہ)، اَنجام بدبودار مُردہ اور درمیانی وقفے (یعنی زندگی بھر پیٹ) میں گندگی اُٹھائے پھرنا ہے۔ یہ سُن کر ''مُھَلَّب'' (شرمندہ ہوکر) چلا گیا اور اُس نے یہ چال چھوڑ دی۔

(اِحیَاءُ الْعُلُوم ج ۳ ص ۴۱۷ دارصادر بیروت)

(٤) بُلندی چاہنے والے کی رُسوائی

ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے کوہِ صفا کے قریب ایک شخص کو خچّر پر سُوار دیکھا، کچھ غُلام اُس کے سامنے سے لوگوں کو ہٹا رہے تھے، پھر میں نے اُسے بغداد میں اِس حالت میں پایا کہ وہ ننگے پاؤں اور حسرت زدہ تھا نیز اُس کے بال بھی بہت بڑھے ہوئے تھے، میں نے اُس سے پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اُس نے جواب دیا: ''میں نے ایسی جگہ بلندی چاہی جہاں لوگ عاجزی کرتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ایسی جگہ رُسوا کر دیا جہاں لوگ رِفعت (یعنی بلندی) پاتے ہیں۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۱٦٤)

(۵) میرے مقام میں کوئی کمی تو نہیں آئی

ایک رات حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کوئی مہمان آیا، آپ کچھ لکھ رہے تھے۔ قریب تھا کہ چَراغ بجھ جاتا۔ مہمان نے عرض کی میں اُٹھ کر ٹھیک کر دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا: مہمان سے خدمت لینا اچّھی بات نہیں ہے۔ اُس نے کہا غُلام کو جگا دوں؟ فرمایا: وہ ابھی ابھی سویا ہے۔ پھر آپ خود اُٹھے اور کُپّی لے کر چَراغ میں تیل بھر دیا۔ مہمان نے کہا: یا امیرَ المؤمنین! آپ نے خود ذاتی طور پر یہ کام کیا؟ فرمایا: جب میں (اِس کام کے لئے) گیا تو بھی عُمر تھا اور جب واپَس آیا تو بھی عُمر ہی تھا، میرے مقام میں کوئی کمی نہیں آئی اور بہترین آدمی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں تواضُع کرنے والا ہو۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳، ص ۴۳۵)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے بُزُرگانِ دین علیہم رحمۃ اللہ المُبین مقام ومرتبہ اور عہدہ ومَنصب ملنے کے باوُجُود کس قدر عاجزی فرمایا کرتے تھے! **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدَقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تکبُّر کے مزید عِلاج

﴿۱﴾ بارگاہِ الٰہی میں حاضِری کو یاد رکھئے

اس طرح ''فکرِ مدینہ'' (یعنی اپنا محاسبہ) کیجئے کہ کل جب حشر بپا ہوگا اور ہر ایک اپنے کیے کا حساب دے گا تو مجھے بھی اپنے ربِّ ذوالجلال کی بارگاہ میں اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا، اُس وقت میں انتہائی عجز، ذلّت اور پَستی کی جگہ پر

ہوں گا۔ اگر میرا رب مجھ سے ناراض ہوا تو میرا کیا بنے گا! اگر **تکبُّر** کے سبب مجھے جہنَّم میں پھینک دیا گیا تو وہ ہولناک عذاب کیونکر برداشت کر پاؤں گا؟ اس طرح تصور میں عذاب کے خوف یاد کرنے کی وجہ سے اِنکساری پیدا ہوگی۔ ان تمام باتوں کو سوچ کر اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **تکبُّر** دُور ہو جائے گا، اور بندہ خود کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حقیر و عاجز خیال کرے گا۔

﴿۲﴾ دعا کیجئے

تکبُّر سے نجات پانے کے لئے مومن کے ہتھیار یعنی دُعا کو اِستعمال کیجئے اور بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے کچھ اِس طرح دُعا مانگئے: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نیک بننا چاہتا ہوں، **تکبُّر** سے جان چھڑانا چاہتا ہوں مگر نفس وشیطان نے مجھے دبا رکھا ہے، اے میرے مالک مجھے ان کے مقابلے میں کامیابی عطا فرما، مجھے نیک بنادے، عاجزی کا پیکر بنادے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

گناہوں کی عادت چُھڑا یا الٰہی
مجھے نیک انساں بنا یا الٰہی

﴿۳﴾ اپنے عُیُوب پر نظر رکھئے

تکبُّر سے بچنے کے لئے اپنے عیوب پر نظر رکھنا بہت مُفید ہے اور اپنی عادات واطوار کو تقویٰ کی چھلنی سے گزارنا عُیُوب ونَقائص کی پہچان کے لئے بہت مُعاوِن ہے۔ دافِعِ رنج ومَلال، صاحِبِ جُود ونَوال صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسَلَّم کا فرمانِ باکمال ہے: ''عنقریب میری اُمّت کو پچھلی اُمّتوں کی بیماری لاحِق ہوگی۔'' صَحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''پچھلی اُمتوں کی بیماری کیا ہے؟'' تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسَلَّم نے ارشاد

فرمایا: ”تکبُّر کرنا، اِترانا، کثرت سے مال جمع کرنا اور دنیا میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا نیز آپس میں بُغض وحسد رکھنا، بُخل کرنا، یہاں تک کہ وہ ظلم میں تبدیل ہو جائے اور پھر فتنہ وفساد بن جائے۔“ (المعجم الاوسط، الحدیث:۹۰۱۶، ج۶، ص۳۴۸)

﴿۴﴾ نُقصانات پیشِ نظر رکھئے

مُہلکات (مُہ ۔لِ ۔کات) کا ایک عِلاج یہ بھی ہے کہ جب کسی مُہلِک کے درپیش ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس کے نقصانات وعذابات پر خوب غور کرے تاکہ اپنے اندر اُس مُہلِک (یعنی ہلاک کرنے والے عمل) سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو۔

﴿۵﴾ عاجِزی اختیار کر لیجئے

اپنے دل سے تکبُّر کی گندگی کو صاف کرنے کے لئے عاجزی کا پانی اِستعمال کرنا بے حد مُفید ہے، خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”تواضُع (یعنی عاجزی) اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بڑے مرتبے والے بندے بن جاؤ گے اور تکبُّر سے بھی بَری ہو جاؤ گے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الحدیث:۵۷۲۲، ج۳، ص۴۹)

خنزیر سے بد تر

غرور و تکبُّر نے نہ کسی کو شائستگی (شا ئس ۔تَ ۔گی) بخشی ہے اور نہ کسی کو عظمت و سر بلندی کی چوٹی پر پہنچایا ہے، ہاں! ذلّت کی پستیوں میں ضرور گرایا ہے جیسا کہ نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے: ”جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی اختیار کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بلندی عطا فرمائے گا، پس وہ خود کو کمزور سمجھے گا مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوگا اور جو تکبُّر کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل کر دے گا،

پس وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہوگا مگر خود کو بڑا سمجھتا ہوگا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتّے اور خِنزِیر سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق ، قسم الاقوال، الحدیث:٥٧٣٤، ج٣،ص ٥٠)

ہر ایک کے سر میں لگام

ایک اور جگہ فرمانِ عالیشان ہے: ''ہر انسان کے سر میں ایک لگام ہوتی ہے جو ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، جب بندہ تواضُع کرتا ہے تو اس لگام کے ذریعے اُسے بلندی عطا کی جاتی ہے اور فرشتہ کہتا ہے: ''بلند ہوجا! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے بلند فرمائے۔'' اور اگر وہ اپنے آپ کو (تکبر سے) خود ہی بلند کرتا ہے تو وہ اُسے زمین کی جانب پَست (یعنی نیچا) کر کے کہتا ہے: ''پَست (یعنی نیچا) ہوجا! اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے پَست کرے۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال،باب التواضع، الحدیث:٥٧٤١، ج٣،ص ٥٠)

کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہوسکتا ہے!

حضرت سیِّدُنا امام حَسَن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی اِس قدر مُنکَسِرُ المزاج تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصوُّر کرتے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن دریائے دِجلہ پر کسی حَبشی کو عورت کے ساتھ اِس طرح شراب نوشی میں مبتَلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اُسکے سامنے تھی۔ اُس وقت آپ کو یہ تصَوُّر رہا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے۔ اِسی دَوران ایک کَشتی سامنے آئی جس میں سات افراد تھے اور وہ غَرَق ہوگئی، یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے نکالا۔ پھر آپ سے عرض کیا: آپ صرف ایک ہی کی جان بچالیں۔ میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ کی چشمِ باطن کُھلی ہوئی ہے یا نہیں! اور یہ عورت جو میرے پاس ہے، میری

والِدہ ہیں اور اِس بوتل میں سادہ پانی ہے۔ یہ سنتے ہی آپ اِس یقین کے ساتھ کہ یہ تو کوئی غیبی شخص ہے اُس کے قدموں میں گر پڑے اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے چھ افراد کی جان بچائی اِسی طرح **تَکَبُّر** سے میری جان بھی بچادے۔ اُس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نُورِ بصیرت عطا فرمائے یعنی کِبر و نَخْوَت (کِب۔رو۔نَخ۔وَت) کو دُور کردے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اِس کے بعد اپنے آپ کو کبھی بہتر تصوُّر نہیں کیا۔

(تذکرۃ الاولیاء فارسی، ص ۴۳)

عاجزی کا ایک پہلو

حضرت سیِّدُنا حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''تواضُع یہ ہے کہ جب تم اپنے گھر سے نکلو تو جس مسلمان سے بھی ملو اُسے اپنے آپ سے افضل جانو۔''

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۱۶۳)

میں سب سے بُرا ہوں نگاہِ کرم ہو مگر آپ کا ہوں نگاہِ کرم ہو

عاجزی کس حد تک کی جائے؟

دیگر اَخلاقی عادات کی طرح **عاجزی** میں بھی اِعتِدال رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر **عاجزی** میں بلاضرورت زیادَتی کی تو ذلّت اور کمی کی تو **تَکَبُّر** میں جا پڑنے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا اِس حد تک عاجزی کی جائے جس میں ذلّت اور ہلکا پن نہ ہو۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۴۵۱)

﴿۶﴾ سلام میں پہل کیجئے

ہر مسلمان کو امیر ہو یا غریب، بڑا ہو یا چھوٹا سلام میں پہل کیجئے۔ ہمارے **مَدَنی آقا** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم تو بچوں کو بھی سلام میں پہل فرمایا کرتے تھے۔ حضرت

سیِّدُ نا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چندلڑکوں کے پاس سے گزرے تو اُن کوسلام کیا، پھر فرمایا: ''رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب تسلیم علی الصبیان، الحدیث ٦٢٤٧، ج ٤، ص ١٧٠)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس قدر مُنکَسِرُ المزاج ہیں کہ چھوٹوں کو بھی سلام میں پہل کیا کرتے ہیں۔ کاش! ہم بھی اگر بڑے ہیں تو چھوٹوں کے پہل کرنے کا اِنتظار کئے بغیر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی **عاجزی والی سنّت** ''پہلے سلام کرنا'' ادا کرلیا کریں۔ ؎

تری سادگی پہ لاکھوں، تری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلامِ عاجزانہ مدنی مدینے والے

سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بَری ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''پہلے سلام کہنے والا **تَکَبُّر** سے بَری ہے۔''

(شعب الایمان، باب فی مقاربۃ و موادۃ اھل الدین، الحدیث ٨٧٨٦، ج ٦، ص ٤٣٣)

قُربِ الٰہی کا حقدار

نورکے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''یارسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم! جب دو شخص ملاقات کریں تو پہلے کون سلام کرے؟'' فرمایا: ''پہلے سلام کرنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الاستئذان والاداب، الحدیث ٢٧٠٣، ج ٤، ص ٣١٨)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سلام میں پہل کی عادتِ مبارکہ

حضرتِ مولانا سید ایّوب علی علیہ رحمۃ القوی کا بیان ہے کہ ''کوہِ بھوالی سے میری طلبی فرمائی جاتی ہے، میں بہ ہمراہی شہزادۂ اصغر (حضور مفتیٔ اعظم ہند) حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحِب مدظلہ الاقدس، بعدِ مغرب وہاں پہنچتا ہوں، شہزادہ ممدوح (مَم۔دُوح یعنی جس کی تعریف کی جائے) اندر مکان میں جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں: ''ابھی حُضور کو آپ کے آنے کی اطّلاع کرتا ہوں۔'' مگر باوُجُود اس آ گاہی کے کہ حُضور (یعنی امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن) تشریف لانے والے ہیں، تقدیمِ سلام سرکار (یعنی سلام میں پہل اعلیٰ حضرت) ہی فرماتے ہیں، اس وقت دیکھتا ہوں کہ حُضور بالکل میرے پاس جلوہ فرما ہیں۔''

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۹۶)

عاشقِ اعلیٰ حضرت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی عادت کریمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرتِ علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی مدظلہ العالی بھی حتّی المقدور ملنے والوں سے سلام میں پہل فرماتے ہیں ۔ایک مَدَنی اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ میں نے بارہا کوشش کی کہ میں امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کو پہلے سلام کروں مگر آپ دامت برکاتہم العالیہ کی عادت کریمہ کی وجہ سے بہت کم مواقع پر ایسا کرنے میں کامیاب ہوسکا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت اور امیرِ اہلسنّت پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

﴿۷﴾ اپنا سامان خود اٹھائیے

شَہَنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے:
’’جس نے اپنا سامان خوداٹھالیاوہ **تکبُّر** سے آزاد ہوگیا۔‘‘

(شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث: ۸۲۰۱،ج۶،ص۲۹۲)

﴿۸﴾ ان اعمال کو اختیار کیجئے

مَحبوبِ رَبُّ العِزّت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ براءَت نشان ہے: ’’اُون کا لباس پہننا، مؤمن فُقَراء کی صحبت میں بیٹھنا، دراز گوش (گدھے) پرسُواری کرنا اور بکری کو رسّی سے باندھ دینا **تکبُّر** سے براءَت (یعنی چھٹکارے) کے اسباب ہیں۔‘‘

(شعب الایمان، باب فی الملابس والاوانی، الحدیث ۶۱۶۱،ج۵،ص۱۵۳)

بکری کی کھال پر بیٹھنے کی برکت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، ’’**بہارِشریعت**‘‘ جلداوّل حصّہ 2 صَفْحَہ 403 پر ہے: ’’بکری اور مینڈھے کی (پکائی ہوئی یعنی مخصوص طریقے سے خشک کی ہوئی) کھال پر بیٹھنے اور پہننے سے مزاج میں نرمی اور اِنکسار پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (بہارشریعت،جلداوّل،ص۴۰۳)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ اپنے بیٹھنے کی جگہ پر عُموماً بکری کی (خشک کی ہوئی) کھال بچھانے کا اہتمام فرماتے ہیں بلکہ بیان کے دوران بھی اکثراوقات آپ دامت برکاتہم العالیہ کی فرشی چٹائی پر بکری کی کھال بچھی ہوئی ہوتی ہے۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ بھی کوشش کرکے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بکری یا مینڈھے کی

(خشک کی ہوئی) کھال بچھا لیجئے اور اس کی برکتوں کا کھلی آنکھوں سے نظارہ کیجئے۔

﴿۹﴾ صدقہ دیجئے

حضرتِ سیِّدُنا عَمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُضورِ پاک، صاحِبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''مسلمان کا صَدَقہ عمر میں زیادَتی کا سبب ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے **تَکَبُّر** و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم ۴۶۰۹، ج ۳، ص ۲۸۴)

﴿۱۰﴾ حق بات تسلیم کر لیجئے

جب کسی ہم عصر سے اختِلافِ رائے ہو، پھر آپ پر کھل جائے کہ وہ حق پر ہے تو ضِد کرنے کے بجائے سرِ تسلیم خم کر لیجئے۔ پھر اس کے سامنے اس بات کا اعتِراف کرتے ہوئے بیانِ حق پر اس کی تعریف بھی کیجئے کہ ''آپ دُرُست فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔'' اعترافِ حق کا یہ اقرار اگرچہ نفس پر بہت بہت بہت گِراں ہے، مگر مسلسل ایسا کرتے رہنے سے حق کا اعتِراف کرنا آپ کی عادت بن جائے گی اور اس کی برکت سے **تَکَبُّر** سے بھی جان چھوٹتی چلی جائے گی۔

﴿۱۱﴾ اپنی غلطی مان لیجئے

انسان خطا اور بھول کا مُرَکَّب ہے لہٰذا جب بھی کوئی آپ کی کسی غلطی کی نشاندہی کرے اپنی غلطی مان لیجئے چاہے وہ عمر، تجرِبے اور رُتبے میں آپ سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

غلطی کا اعتراف

جلیلُ القَدر محدِّث امام دارِقُطنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی جب نوعمر طالب عِلم تھے تو

ایک دن حضرتِ سیِّدُ نا امام انباری علیہ رحمۃ اللہ الباری کی درسگاہ میں حاضر ہوئے۔ حدیث لکھوانے میں امام انباری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے ایک راوی کے نام میں غلطی کی ،حضرت سیِّدُ نا دارقُطنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کمالِ ادب کے سبب امام انباری علیہ رحمۃ اللہ الباری کو توٹوک نہیں سکے مگران کے مُستَملِی کوجواُن کی آواز شاگردوں تک پہنچاتا تھا اِس غلطی سے آگاہ کردیا۔ جب دوسرے جمعہ کوامام دارِقُطنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی پھر مجلسِ درس میں گئے تو امام انباری علیہ رحمۃ اللہ الباری کا جوشِ حق پسندی اور بےنفسی کا عالَم دیکھئے کہ انھوں نے بھری مجلس کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اُس روز فُلاں نام میں مجھ سے غلطی ہوگئی تھی تو اِس نوجوان طالب ِعلم نے مجھ کو آگاہ کردیا۔(تاریخِ بغداد، ج۳،ص ۴۰۰)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کامَدَنی انداز

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد اِلیاس عطّار قادِری دَامت بَرَکاتُہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ،حبیبِ لبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے میں ایسے عظیم الشّان اَوصاف وکمالات سے نوازا ہے کہ فی زمانہ اِس کی مثال ملنا مشکل ہے۔وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر ہونے والے ''مَدَنی مُذاکرات'' میں اسلامی بھائی مختلف قسم کے مَثلاً عقائدواَعمال ،فضائل و مَناقِب ،شریعت وطریقت ،تاریخ وسیرت ،سائنس وطِبّ ،اَخلاقیات واِسلامی معلومات، معاشی ومعاشرتی وتنظیمی معاملات اور دیگر بہت سے موضوعات کے متعلق سوالات کرتے ہیں اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ انہیں حکمت آموز وعشقِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ڈوبے ہوئے جوابات سے نوازتے ہیں ۔علم کا سمندر ہونے کے باوجود آپ دامت برکاتہم العالیہ آغاز میں شرکائے مَدَنی مذاکرہ سے کچھ اس طرح عاجزی

بھرے **اَلفاظ** ارشادفرماتے ہیں: ''آپ سوالات کیجئے، مگر ہرسوال کا جواب وہ بھی بِالصَّواب (یعنی دُرُست) دے پاؤں، ضروری نہیں، معلوم ہوا تو عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر مجھے بھول کرتا پائیں تو فوراً میری اِصلاح فرمائیں، مجھے اپنے موقف پر بے جا اڑتا ہوا نہیں، اِن شاء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ شکریہ کے ساتھ رُجوع کرتا پائیں گے۔''

اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو اور اِن کے صَدقے ہماری مغفرت ہو

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

﴿۱۲﴾ نُمایاں حیثیت کے طالب نہ بنئے

اپنے رُفَقاء کے ساتھ ہوں یا کسی محفل میں کبھی بھی دل میں اس خواہش کو جگہ نہ دیجئے کہ مجھے نُمایاں حیثیت دی جائے، اونچی جگہ بٹھایا جائے، میری آؤ بھگت کی جائے۔ ہاں! کسی نے ازخود آپ کو نمایاں جگہ پر بیٹھنے کی درخواست کی تو قبول کرنے میں حرج نہیں۔ امیرالمومنین حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ علی المرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کہیں تشریف فرما ہوئے صاحِب خانہ نے حضرت کے لئے مسند حاضر کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: کوئی گدھا ہی عزّت کی بات قبول نہ کرے گا۔

(فتاوٰی رضویہ، ج ۲۳، ص ۷۱۹)

﴿۱۳﴾ گھر کے کام کیجئے

اگر کوئی عُذر نہ ہو تو گھر کے چھوٹے موٹے کام خود کیجئے۔ گھر والوں کی ضرورت کا سامان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر بازار سے گھر تک لائیے۔

گھر کے کام کاج کرنا سنّت ہے

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ ''سلطانِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینہ منوّرہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے نعلین مبارک گانٹھتے اور وہ سارے کام کرتے جو مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔'' (الجامع الصغیر، الحدیث ۷۰۱۸، ص ۴۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

چیز کا مالک اسے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ بازار گیا۔ ایک دکان سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چار درہم کا پائجامہ خریدا، جب واپس پلٹے تو میں نے رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسلیم سے پائجامے کو اس غرض سے پکڑا تاکہ اسے میں اٹھا لوں، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے منع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''چیز کا مالک اسے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے ہاں اگر وہ کمزور ہو، اسے اٹھانے سے عاجز ہو تو اس کا اسلامی بھائی اسے اٹھانے میں اس کی مدد کرے۔''

(تاریخ دمشق لابن عساکر، باب ما ورد فی شعرہ ......الخ، ج ۴، ص ۲۰۵ ملتقطا)

لکڑیوں کا گٹھا

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے باغ سے نکلے تو سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا رکھا تھا، کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیرت سے پوچھا: ''آپ

کے ہاں تو بیٹے اور غلام موجود ہیں جو اِس کام کے لئے کافی ہیں ۔“تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِرشاد فرمایا: ”میں اپنے نفس کی آزمائش کررہا ہوں کہ یہ اس کام سے اِنکار تو نہیں کرتا۔“ (شرح صحیح البخاری لابن بطال ،ج۱۰، ص۲۱۴) تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس ارادے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کا عملی تجربہ بھی کیا کہ ”آیا! نفس سچا ہے یا جھوٹا!“

کمال میں کوئی کمی نہیں آتی

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: اگر کوئی کامل شخص اپنے گھر والوں کے لئے کوئی چیز اٹھا کر لے جائے تو اِس سے اُس کے کمال میں کوئی کمی نہیں آتی ۔(احیاء العلوم ،ج۳، ص۴۳۵)

عِیال دار کو اپنا سامان خود اُٹھانا مناسب ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کو دیکھا کہ آپ کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے ایک دِرہم کا گوشت خریدا اور اسے اپنی چادر میں اٹھالیا، میں نے عرض کی: امیر المؤمنین ! میں اٹھا کر لے جاتا ہوں ۔فرمایا: ”نہیں، **عِیال دار آدمی کو اپنا سامان خود اُٹھانا مناسِب ہے۔**“ (احیاء العلوم ،ج۳، ص۴۳۵)

گھر کے کام کر دیا کرتے

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہت بڑے عالم دین اور فقیہ ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔حدیث شریف میں ہے: ”کَانَ یَکُونُ فِی مِهْنَةِ أَهْلِهِ یعنی حضور صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے (یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے)'' (صحیح البخاری، کتاب الاذان،باب من کان فی حاجة أهله،الحدیث ٦٧٦،ج١،ص ٢٤١) اِسی سنت پرعمل کرتے ہوئے صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر کے کام کاج سے عارمحسوس نہ فرماتے، گھرمیں ترکاریاں چھیلتے، کاٹتے اوردوسرے کام بھی کردیا کرتے تھے۔

(ماہنامہ اشرفیہ،صدرالشریعہ نمبر،ص۵۴،ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن سب پر رحمت ہو اور اُن کے صَدَقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

﴿۱۴﴾ خود مُلاقات کے لئے جائیے

دوسروں کواپنے پاس بلانے کے بجائے نفس کے **تَکَبُّر** کوتوڑنے کے لئے حتَّی الامکان خودچل کرملاقات کرنے جایئے۔

﴿۱۵﴾ غریبوں کی دعوت بھی قبول کیجئے

صِرف امیروں سے تعلُّقات بڑھانے اوران کے ہاں دعوتوں پر جانے کے عادی نہ بنئے بلکہ اپنے شناساؤں میں غریبوں کوبھی شامل کیجئے اورجب وہ آپ کو دعوت دیں توقبول کیجئے۔

ایسی دعوت روزقبول کروں

ایک کمسِن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلُّفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت مولٰینا شاہ امام **احمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں

حاضر ہوئے اور عرض کی: ''میری بُوا (یعنی بوڑھی والدہ) نے تمہاری دعوت کی ہے، کل صبح کو بلایا ہے۔'' **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت نے بڑی اپنائیت وشفقت سے اُن سے دریافت فرمایا: ''مجھے دعوت میں کیا کِھلائیے گا؟'' اِس پر اُن صاحِبزادے نے اپنے کُرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے پھیلا دیا، جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئی تھیں۔ کہنے لگے: دیکھئے نا! یہ دال لایا ہوں۔ حُضور نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا: ''اچھا میں اور (خادِمِ خاص حاجی کفایَتُ اللہ صاحِب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) یہ کل دس بجے آئیں گے۔'' اور حاجی صاحِب سے فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے۔ غرض صاحبزادے مکان کا پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے۔

دوسرے دن جب وقتِ مقررَّہ پر **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت عصائے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے باہَر تشریف لائے اور حاجی صاحِب سے فرمایا: ''چلئے۔'' انہوں نے عرض کی: ''کہاں؟ فرمایا: ''ان صاحبزادے کے یہاں دعوت کا جو وعدہ کیا ہے، آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے یا نہیں؟'' عرض کی: ''ہاں حُضور! ملوک پور میں ہے۔'' اور ساتھ ہو لئے۔ جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاحبزادے دروازہ پر کھڑے انتظار میں تھے۔ **اعلیٰ حضرت** عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت کو دیکھتے ہی یہ کہتے ہوئے مکان کے اندر کی طرف بھاگے: ''مولوی صاحِب آ گئے۔'' دروازہ کے باہَر ایک چَھپَّر بنا ہوا تھا۔ آپ عَلَیْہِ رَحمَۃُ ربِّ الْعِزَّت وہاں کھڑے ہو کر انتظار فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈَھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹّی کی رکابی میں وُہی ماش کی دال جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے، لا کر رکھ دی گئی اور وہ

صاحبزادے کہنے لگے: ''کھائیے۔'' **اعلیٰ حضرت** عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت نے فرمایا: ''بہت اچھا! کھاتا ہوں، ہاتھ دھونے کے لئے پانی لے آیئے۔'' اُدھر وہ پانی لانے کو گئے اور اِدھر حاجی صاحِب نے کہا کہ حضور! یہ مکان نقّارچی (یعنی نقّارہ بجانے والے) کا ہے۔ **اعلیٰ حضرت** عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت یہ سن کر کبیدہ خاطر (یعنی رنجیدہ) ہوئے اور طنزاً فرمایا: ''ابھی کیوں کہا، کھانا کھانے کے بعد کہا ہوتا!'' اِتنے میں وہ صاحبزادے پانی لے کر آ گئے۔ آپ عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت نے دریافت فرمایا: ''آپ کے والِد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟'' دروازہ کے پردے کے پیچھے سے ان صاحبزادے کی والِدہ صاحِبہ نے عرض کی: ''حضور! میرے شوہر کا انتِقال ہو گیا، وہ کسی زمانے میں نَوبت (یعنی نقّارہ) بجاتے تھے، اِس کے بعد توبہ کر لی تھی، اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدُوروں کے ساتھ مزدُوری کرتا ہے۔'' **اعلیٰ حضرت** عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت نے یہ سُن کر دعائے خیر و بَرَکت فرمائی۔ حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود بھی ہاتھ دھو کر شریک طعام ہو گئے مگر دل ہی دل میں یہ سوچتے رہے کہ **اعلیٰ حضرت** عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت کو کھانے میں بہت احتیاط ہے، غذا میں سوجی کے بِسکُٹ کا اِستعمال ہے، یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اِس پر ماش کی دال، کس طرح تناوُل فرمائیں گے؟'' مگر قربان اِس اَخلاق اور دلداری کے کہ میزبان کی خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ میں جب تک کھاتا رہا، **اعلیٰ حضرت** عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ رَبِّ الۡعِزَّت بھی برابر تناول فرماتے رہے وہاں سے واپسی میں پولیس چوکی کے قریب میرے شُبہے کو دُور کرنے کے لئے اِرشاد فرمایا: اگر ایسی خُلوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کروں۔'' (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج۱، ص۱۲۲، ۱۲۳)

غریبوں پر خصوصی شفقت

محدِّث اعظم پاکستان حضرت علاّمہ مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی عُمُوماً مالداروں کی دعوت قبول نہ کرتے تھے لیکن اس کے برعکس اگر کوئی غریب مسلمان دعوت کی پیشکش کرتا تو جہاں تک ممکن ہوتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبول فرما لیتے اور اس کے معمولی وسادہ کھانے پر بھی اُس کی تعریف فرماتے تاکہ اس کے دل میں کوئی مَلال نہ آئے۔ایک مرتبہ ایک غریب آدمی کی دعوت پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ اس کا مکان چھپر نما اور بدبودار علاقہ میں واقع تھا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کی دِلجوئی کے لئے اس کے ہاں کھانا تناوُل فرمایا اور اپنے کسی عمل سے اُس غریب کو محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدبو محسوس کررہے ہیں، حالانکہ عام حالات میں معمولی سی بدبو بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے ناگوار ہوتی۔ (حیات محدّث اعظم،ص۱۸۴،ملخصاً)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۶﴾ لباس میں سادگی اختیار کیجئے

لباس میں سادگی اختیار کیجئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت**'' حصّہ 16 صَفْحَہ 52 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علاّمہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: اتنا لباس جس سے سِتْرِ عورت ہوجائے اور گرمی سردی کی

تکلیف سے بچے **فرض** ہے اوراس سے زائد جس سے زینت **مقصود** ہواور یہ کہ جبکہ اللہ (عزوجل) نے دیا ہے تو اُس کی **نعمت** کا اظہار کیا جائے، یہ **مستحب** ہے۔ خاص موقع پر مثلاً جمعہ یا عید کے دن عمدہ کپڑے پہننا **مباح** ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اِترانے لگےاورغریبوں کوجن کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظرِ **حقارت** سے دیکھے، لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ اور **تَکَبُّر** کے طور پر جو لباس ہو وہ **ممنوع** ہے، **تَکَبُّر** ہے یا نہیں اس کی شَناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وُہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے **تَکَبُّر** پیدا نہیں ہوا۔ اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو **تَکَبُّر** آ گیا۔ لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ **تَکَبُّر** بہت بُری صفت ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحة، فصل في اللبس، ج۹، ص۵۷۹)

کاش! یہ لباس نرم نہ ہوتا

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تک خلیفہ نہیں بنے تھے آپ کے لئے جُبّہ ایک ہزار دینار میں خریدا جاتا تھا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے اگر یہ کُھردرا نہ ہوتا (بلکہ خوب ملائم ہوتا) تو کتنا اچھا تھا لیکن جب تختِ خلافت پر مُتمکن (مُ۔تَ۔مَکْ۔کِنْ) ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے پانچ درہم کا کپڑا خریدا جاتا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے اگر یہ نرم نہ ہوتا (بلکہ کُھردرا ہوتا) تو کتنا اچھا تھا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: اے امیرَ المؤمنین! آپ کا وہ عمدہ لباس، اعلیٰ سواری اور بیش قیمت عطر کہاں گیا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میرا نفس زینت کا شوق رکھنے

والا ہے وہ جب کسی دُنیوی مرتبے کا مزا چکھتا تو اس سے اوپر والے مرتبے کا شوق رکھتا، یہاں تک کہ جب میں نے خلافت کا مزاچکّھا جوسب سے بُلند مرتبہ ہے تو اب اُس چیز کا شوق ہوا جواللہ تعالیٰ کے پاس ہے(یعنی جنّت)۔ (احیاء علوم الدین، ج۳، ص۴۳۶)

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی سادگی

امیرِ اَہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ عموماً سادہ اورسفید لباس **بغیر اِستری** کے استعمال کرنا پسند فرماتے ہیں جبکہ سر پر کھلتے ہوئے **سبز رنگ کا سادہ عمامہ** باندھتے ہیں۔ایک مَدَنی مذاکرے میں اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا: ''میں **عمدہ اور مہنگا لباس** پہننا پسند نہیں کرتا حالانکہ میں اللہ عزوجل کے کرم سے بہترین لباس پہن سکتا ہوں۔ مجھے تحفے میں بھی لوگ نہایت قیمتی اور چمکدار قسم کے کپڑے دے جاتے ہیں لیکن میں خود پہننے کی بجائے کسی اور کو دے دیتا ہوں کیونکہ ایک تو **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ** میرے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے **سادگی** عطا فرمائی ہے، دوسرا میرے پیچھے لاکھوں لوگ ہیں اگر میں **مہنگے ترین لباس** پہنوں گا تو یہ بھی میری پیروی کرنے کی کوشش کریں گے۔ مالدار اسلامی بھائی تو شاید **پیروی** کرنے میں کامیاب ہوبھی جائیں لیکن میرے غریب اسلامی بھائی کہاں جائیں گے اس لئے میں اپنے **غریب اسلامی بھائیوں کی محبت** میں عمدہ لباس پہننے سے **کتراتا** ہوں۔''

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۷﴾ مَدَنی ماحول اپنا لیجئے

تکبر اور دیگر گناہوں سے بچنے کا جذبہ پانے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کا مَدَنی ماحول اپنا لیجئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ''**دعوتِ اسلامی**'' نے **لاکھوں** مسلمانوں بالخصوص نوجوان اسلامی بھائیوں اور بہنوں کی زندگیوں میں **مَدَنی انقِلاب** برپا کردیا، کئی بگڑے ہوئے نوجوان **توبہ** کر کے راہِ راست پر آگئے، بے نمازی نہ صرف **نمازی** بلکہ نمازیں پڑھانے والے (یعنی اِمامِ مسجد) بن گئے، ماں باپ سے نازیبا رَوِیّہ اختیار کرنے والے **باادب** ہوگئے، کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو **نورِ اسلام** نصیب ہوا، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواہش مند **کعبۃُ المُشرَّفہ وگنبدِ خضریٰ** کی زیارت کے لئے **بیقرار** رہنے لگے، دنیا کے بے جا غموں میں گھلنے والے فکرِ آخرت کی مَدَنی سوچ کے **حامِل** بن گئے، فُحش رَسائل اور پھوہڑ ڈائجسٹوں کے شائقین عُلمائے **اَہلسنّت** دَامَتْ فُیُوضُھُم کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا **مطالعہ کرنے لگے**، تفریح کی خاطر سفر کے عادی مدنی قافلوں میں **عاشقانِ رسول** کے ہمراہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے بن گئے اور محض دنیا کی دولت اکٹھی کرنے کو مقصدِ حیات سمجھنے والوں نے اس مَدَنی مقصد کو اپنا لیا کہ (ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ) ''**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**'' ''**دعوتِ اسلامی**'' سے وابستہ ہونے کی برکت سے اعلیٰ اَخلاقی

اَوصاف اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے کردار کا بھی حصّہ بنتے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے ''دعوتِ اسلامی'' کے ہفتہ وار **سنّتوں بھرے اجتماع** میں شرکت کرے اور راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے **عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں** میں سفر کرے۔ اِن مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے آپ کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوجائے گا، اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ **اِسلامی بہنوں** کو بھی چاہئے کہ اپنے شہر میں ہونے والے **اِسلامی بہنوں** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت کریں اور **دعوتِ اسلامی** کے سنّتوں کی تربیَّت کے **مَدَنی قافِلوں** کی مُسافِرہ بننے کی سعادت بھی حاصل فرماتی رہیں مگر اسلامی بہنوں کے مَدَنی قافِلے کی ہر مُسافِرہ کے ساتھ اُس کے بچّوں کے ابّو یا قابلِ اعتماد مَحرم کا ساتھ ہونا لازِمی ہے نیز ذمّے داران کو اپنی مرضی سے مَدَنی قافِلے سفر کروانے کی اجازت نہیں مَثَلاً پاکستان کی اسلامی بہنوں کے مَدَنی قافلے کے لئے ''اسلامی بہنوں کی مجلس برائے پاکستان'' کی منظوری ضَروری ہے۔

ایماں کی بہار آئی فیضانِ مدینہ میں

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ''فیضان سنت'' جلد 2 کے 499 صَفحات پر مشتمل باب، ''**غیبت کی تباہ کاریاں**'' صَفْحہ 96 پر شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار

قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: **سلطان آباد** (باب المدینہ کراچی) کے ایک اسلامی بھائی کے بیان کالبِّ لُباب ہے کہ ہمارے عَلاقے میں ایک غیر مسلم (عمر تقریباً 30 سال) اپنے دوستوں کے ساتھ رہتا تھا جن میں کچھ مسلمان بھی تھے، آج کل کے اکثر نوجوانوں کی طرح یہ لوگ بھی کیبل پر فلمیں ڈِرامے دیکھا کرتے تھے۔ جب رَمَضانُ المبارَك (۱٤۲۹ھ) میں **مَدَنی چینل** کا آغاز ہوا تو کیبل پر اس کے مَدَنی سلسلے جاری ہوئے، اُس غیر مسلم نے جب یہ سلسلے دیکھے تو اُسے بڑے اچّھے لگے۔ اب وہ اکثر و بیشتر **مَدَنی چینل** ہی دیکھا کرتا، مَدَنی چینل کی بَرَکت سے آخِر کار وہ **کفر کے اندھیرے** سے نَجات پانے اور **اسلام کے نُور** سے اپنے دل کو چمکانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے عالمی مَدَنی مرکز **فیضانِ مدینہ** حاضِر ہوا، اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ پھر یہ اسلامی بھائی ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں ہزاروں اسلامی بھائیوں اور **مَدَنی چینل** کے ناظِرین کے سامنے **سرکارِ غوثِ اعظم** علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الاکرم کامُرید ہوکر قادری رضوی بھی بن گیا۔ نمازِ باجماعت کی پابندی شروع کردی، چہرے پر داڑھی شریف سجالی، کبھی کبھار سبز سبز عمامہ شریف سر پر سجا کر اس کا فیض بھی لُوٹنے لگا، **دعوتِ اسلامی** کے مدرَسۃُ المدینہ (بالِغان) میں قرانِ مجید پڑھنے کا سلسلہ بھی شُروع کردیا۔ صَحرائے مدینہ، مدینۃ الاولیاء **ملتان شریف** میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے تین روزہ بینَ الاقوامی سنّتوں بھرے اجتماع میں بھی

شریک ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم سب کو ایمان پر ثابت قدم رکھے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

کیا آپ نیک بننا چاہتے ہیں؟

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ! شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اِس پرفتن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقہ کار پر مشتمل شریعت وطریقت کا جامع مجموعہ بنامِ **''مَدَنی انعامات''** بصورت سوالات عطا فرمایا ہے۔ اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63 اور طَلَبۂ عِلمِ دین کیلئے 92، دینی طالِبات کیلئے 83 اور مَدَنی مُنّوں اور مُنّیوں کیلئے 40 اور ''خصوصی اسلامی بھائیوں'' (یعنی گونگے بہروں) کے لئے 27 **مَدَنی اِنعامات** ہیں۔ بے شمار اسلامی بھائی، اسلامی بہنیں اور طَلَبہ ''مدنی انعامات'' کے مطابق عمل کرکے روزانہ سونے سے قبل ''فکرِ مدینہ'' یعنی اپنے اعمال کا جائزہ لے کر ''مَدَنی انعامات'' کے پاکٹ سائز رسالے میں دیئے گئے خانے پُر کرتے ہیں۔ ان مَدَنی انعامات کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے اور گناہوں سے بچنے کی راہ میں حائل رُکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہوتی چلی جاتی ہیں اور اس کی برکت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کُڑھنے کا ذِہن بھی بنتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ باکردار مسلمان بننے کے

لئے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ''مَدَنی انعامات کا رسالہ'' حاصل کریں اور روزانہ فکرِ مدینہ (یعنی اپنا مُحاسبہ) کرتے ہوئے اس میں دیئے گئے خانے پُر کریں اور ہر مَدَنی یعنی قَمری ماہ (ہجری سن) کے اِبتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مَدَنی انعامات کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں بشارت دیِ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مَدَنی انعامات کا رِسالہ پُر کرنے والے کس قَدَر خوش قسمت ہوتے ہیں اِس کا اندازہ اس **مَدَنی بہار** سے لگایئے چُنانچِہ حیدرآباد (بابُ الاسلام سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح حلفیہ بیان ہے کہ ماہِ رجبُ المرجَّب ۱٤۲۶ھ کی ایک شب مجھے خواب میں **مصطفٰے جانِ رحمت** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی عظیم سعادت ملی۔ لبہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: **جو اس ماہ روزانہ پابندی سے مَدَنی انعامات سے مُتَعَلِّق فکرِ مدینہ کرے گا، اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اُس کی مغفِرت فرمادیگا۔**

مَدَنی انعامات کی بھی مرحبا کیا بات ہے
قُربِ حق کے طالبوں کے واسطے سوغات ہے

(فیضانِ سنت، ج ۱، باب فیضانِ رمضان، ص ۱۱۳۵)

﴿۱۸﴾ سات مُفید اَوراد

پیارے اسلامی بھائیو! **تکبُّر** سے بچنے کے لئے **مذکورہ اُمُور** کے ساتھ ساتھ روحانی علاج بھی کیجئے، **مَثَلاً**

(1) جب بھی دل میں **تکبّر** محسوس ہو تو ''**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم**'' ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تُھو تُھو کر دیجئے۔

(2) روزانہ دس بار ''**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم**'' پڑھنے والے پر **شیطان** سے **حفاظت** کرنے کے لئے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **ایک فِرِشتہ** مقرر کر دیتا ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ ،مسند انس بن مالک ،الحدیث ٤١٠٠، ج٣، ص ٤٠٠ ملخصاً)

(3) سورۂ اخلاص گیارہ بار **صبح** (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر **شیطان** مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کرا سکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکریمہ، الاذکار الصباحیۃ، ص۱۸)

(4) سورۃُ النّاس پڑھ لینے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔

(5) جو کوئی صبح و شام اکیس اکیس بار ''**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم**'' پانی پر دم کر کے پی لیا کرے تو **اِن شاءَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **وسوسۂ شیطانی** سے بہت حد تک امن میں رہے گا۔ (مراۃ المناجیح، باب الوسوسۃ، ج۱، ص۸۷)

(6) ''**هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ**''

کہنے سے فوراً وسوسہ دور ہوجاتا ہے۔

(7) سُبۡحٰنَ الۡمَلِکِ الۡخَلَّاقِ ط اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡھِبۡکُمۡ وَیَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ط وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ ہ کی کثرت اسے (یعنی وسوسے کو) جڑ سے قطع کردیتی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ، ج۱،ص۷۷۰)

علاج کے باوُجُود افاقہ نہ ہو تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بھرپور علاج کے بعد بھی **افاقہ** نہ ہو تو گھبرایئے نہیں بلکہ علاج جاری رکھئے کہ **"دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا۔"** کیونکہ اگر ہم نے علاج ترک کردیا تو گویا خود کو مکمّل طور پر شیطان کے حوالے کردیا اور وہ ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ **تکبُّر** سے جان چھڑانے کی کوشش جاری رکھیں۔ حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) ہم جیسوں کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں: "اگر تم محسوس کرو کہ شیطان، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوُجُود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ہمارے مجاہدے، ہماری قُوّت اور صبر کا امتحان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کہ تم شیطان سے مقابلہ اور مُحارَبہ (یعنی جنگ) کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہوجاتے ہو۔"

(منہاج العابدین، العائق الثالث: الشیطٰن، ص۴۶، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

''مدینہ'' کے پانچ حُروف کی نسبت سے 5 متفرّق مَدَنی پھول

﴿1﴾ مکان کو ریشم، چاندی، سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں، دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینے سے سونے چاندی کے ظُرُوف وآلات (یعنی برتن اور اَوزار) رکھنا، جس سے مقصود محض آرائش وزیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر **تَکَبُّر** وتفاخُر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے۔ (ردالمحتار، ج۹، ص ۵۸۵) غالِباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگرچہ ابتداءً **تَکَبُّر** سے نہ ہوں، مگر بالآخر عُموماً ان سے **تَکَبُّر** پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ (بہار شریعت، حصّہ ۱۶، ص ۵۷)

﴿2﴾ ریشم کا رومال ناک وغیرہ پونچھنے یا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کے لیے رکھنا جائز ہے یعنی جبکہ اس سے پونچھنے کا کام لے، رومال کی طرح اُسے نہ رکھے اور **تَکَبُّر** بھی مقصود نہ ہو۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر و الإباحۃ، ج۹، ص۵۸۷ ـ ۵۸۸)

﴿3﴾ ناک، منہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے، اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہِ **تَکَبُّر** ہو تو منع ہے۔'' (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، ج۵، ص۳۳۳)

﴿4﴾ یہ شخص سواری پر ہے اور اِس کے ساتھ اور لوگ پیدل چل رہے ہیں، اگر محض اپنی شان دکھانے اور **تَکَبُّر** کے لیے ایسا کرتا ہے تو منع ہے۔'' (الفتاوی

الھندیۃ، ج٥، ص ٣٦٠) اور ضرورت سے ہو تو حرج نہیں، مثلاً یہ بوڑھا یا کمزور ہے کہ چل نہ سکے گا یا ساتھ والے کسی طرح اس کے پیدل چلنے کو گوارا ہی نہیں کرتے جیسا کہ بعض مرتبہ علما و مشایخ کے ساتھ دوسرے لوگ خود پیدل چلتے ہیں اور ان کو پیدل چلنے نہیں دیتے، اس میں کراہت نہیں جبکہ اپنے دل کو قابو میں رکھیں اور **تَکَبُّر** نہ آنے دیں اور محض ان لوگوں کی دلجوئی منظور ہو۔" (بھار شریعت، حصّہ ١٦، ص ٢٤٠)

﴿5﴾ قدرِ کفایت سے زائد اس لیے کماتا ہے کہ فُقَراء و مساکین کی خبر گیری کر سکے گا یا اپنے قریبی رشتے داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے، اور اگر اس لیے کماتا ہے کہ مال و دولت زیادہ ہونے سے میری عزّت و وقار میں اضافہ ہوگا، فخر و **تَکَبُّر** مقصود نہ ہو تو یہ مُباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخُر مقصود ہے تو منع ہے۔"

(الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر في الکسب، ج٥، ص٣٤٩)

ماخذ و مراجع

نمبر	کتاب	مصنف	مطبع
(۱)	قراٰن مجید	کلامِ باری تعالیٰ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۲)	کَنْزُالْاِیْمَان فِیْ تَرجَمَۃِالْقُرْاٰن	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۳)	اَلْجَامِعُ لِاَحْکَامِ الْقُراٰن	ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری قرطبی متوفّٰی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت
(۴)	روح البیان	امام إسماعیل حقّی الحنفی متوفّٰی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ
(۵)	خزائن العرفان	سید نعیم الدین مراد آبادی متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	ضیاء القرآن کراچی
(۶)	صَحِیْحُ الْبُخَارِی	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۷)	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت
(۸)	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفّٰی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت
(۹)	سُنَنُ اَبِیْ دَاوٗد	امام ابو داوٗد سلیمان بن اشعث متوفّٰی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی
(۱۰)	اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیْر	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی
(۱۱)	اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۱۲)	شُعَبُ الْاِیْمَان	امام احمد بن حسین بیہقی متوفّٰی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۱۳)	الجامع الصغیر	امام عبد الرحمٰن جلال الدین السیوطی متوفّٰی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۱۴)	کَنْزُ الْعُمَّال	علامہ علاء الدین علی المتقی الھندی متوفّٰی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۱۵)	اَلْمُسْنَدُ للامام احمد	امام احمد بن حنبل متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
(۱۶)	اَلْمُسْنَدُ لِاَبِیْ یَعْلَی الْمُوْصِلِی	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد الموصلی متوفّٰی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
(۱۷)	المستدرک عَلَی الصَّحِیْحَیْن	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری متوفّٰی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ بیروت
(۱۸)	مُصَنَّف ابن ابی شَیبۃ	ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن اَبی شیبۃ الکوفی متوفّٰی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت
(۱۹)	مَجْمَعُ الزَّوَائِد	حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ھیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت
(۲۰)	الزُّھد	امام احمد بن حنبل متوفّٰی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید مصر
(۲۱)	حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاءِ	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفّٰی ۴۳۰ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت
(۲۲)	اَلزَوَاجِر عن اقتراف الکبائر	امام الشیخ ابن حجر مکی متوفّٰی ۹۷۴ھ	دار الحدیث قاھرہ
(۲۳)	شرح صحیح البخاری لابن بطّال	ابو الحسن علی بن خلف بن بطال القرطبی متوفّٰی ۸۵۵ھ	مکتبۃ الرشد عرب شریف
(۲۴)	فیض القدیر	علامہ عبد الرؤف المناوی متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۲۵)	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت
(۲۶)	مِرْاٰۃُ الْمَنَاجِیْح	مفتی احمد یار خان نعیمی متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن مرکز الاولیاء لاہور
(۲۷)	تاریخ بغداد	الحافظ احمد بن علی الخطیب متوفّٰی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲۸)	تاریخ دمشق	امام أبی القاسم علی ابن عساکر متوفّٰی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت
(۲۹)	تاریخ الخُلَفا	امام عبدالرحمٰن جلال الدین السیوطی متوفّٰی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
(۳۰)	احیاء العلوم	امام محمد غزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت
(۳۱)	اَلْحدیقۃُ النّدیۃ	علامہ عبدالغنی نابلسی متوفّٰی ۱۱۴۳ھ	پشاور
(۳۲)	تَذْکِرَۃُ الْاَوْلِیاءِ	شیخ فرید الدین عطار متوفّٰی ۶۰۶/۶۱۶ھ	انتشارات گنجینہ ایران
(۳۳)	مثنوی مولانا روم	مولانا جلال الدین رومی متوفّٰی ۶۷۲ھ	خدیجہ پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور
(۳۴)	حیاتِ اعلیٰ حضرت	مولانا ظفر الدین قادری متوفّٰی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۳۵)	حیاتِ محدّث اعظم	حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
(۳۶)	جامع العلوم والحکم	ڈاکٹر محمد بکر اسماعیل متوفّٰی ۷۹۵ھ	الفیصلیۃ مکہ مکرمہ
(۳۷)	روحانی حکایات	علّامہ عبدالمصطفٰی اعظمی متوفّٰی ۱۴۰۶ھ	مکتبہ غوثیہ باب المدینہ کراچی
(۳۸)	منہاج العابدین	امام محمد غزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۳۹)	الرسالۃ القشیریۃ	امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیری متوفی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
(۴۰)	الابریز	علّامہ عبدالعزیز الدباغ متوفّٰی ۱۱۳۲ھ	....
(۴۱)	اَلْقَوْلُ الْبَدِیع	علامہ امام حافظ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی متوفّٰی ۹۰۲ھ	مؤسسۃ الریان بیروت
(۴۲)	ردُّالمُحتَار	علامہ سید محمد امین بن علی متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت
(۴۳)	فَتَاوٰی ہِندِیہ	علامہ ملا نظام الدین متوفّٰی ۱۱۶۱ھ	کوئٹہ
(۴۴)	فَتَاوٰی رَضَوِیہ	اعلیٰحضرت امام احمد رضا متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
(۴۵)	بَہارِشَرِیعَت	صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی متوفّٰی ۱۳۷۶ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۴۶)	ملفوظات اعلحضرت	اعلحضرت امام احمد رضا متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۴۷)	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۴۸)	غیبت کی تباہ کاریاں	علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۴۹)	101 مدنی پھول	علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۵۰)	وَظیفۃ الکریمۃ	اعلیٰحضرت امام احمد رضا متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ادارہ تحقیقات باب المدینہ کراچی
(۵۱)	فیضان سنت	علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۵۲)	ماہنامہ اشرفیہ	علمائے اہلسنّت	مبارک پور یوپی انڈیا
(۵۳)	المُفرَدات للرّاغب	علامہ راغب الاصفہانی متوفّٰی ۵۰۲ھ	دار الشامیۃ بیروت